بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ اپنے دین کا آپ ناصر ہے

رونق المتقین

مولفہ

حضرت بندگی میاں عبد الرشید سجاوندی

خلیفہ

حضرت مخصوص الزماں بندگی میاں سید نا شاہ نصرت رحمۃ اللہ علیہ

باہتمام

دار الاشاعت کتب سلف صالحین جمعیۃ مہدویہ

دائرہ زمستان پور مشیر آباد، حیدرآباد دکن کوڈ ۵۰۰۰۴۸

قیمت : ۱۰ روپیے

مخیر حضرات کے لئے لمحہ فکر

حضرت مولانا سید عطن شہاب مھدوی سجادہ نشین دائرہ سیدنا شاہ نصرت مخصوص الزماںؑ نے
والد محترم حضرت فضیلت مآب مولانا میاں سید شہاب الدینؒ و والدہ عالیہ سیدہ بی بی صاحبہؒ
کے ایصال ثواب کے لئے مبلغ دو ہزار روپے عنداللہ عنایت فرمائے ہیں

فقط
محمد انعام الرحیم خاں مہدوی

تعارف

بند گیمیاں عبد الرشید سجاوندی، سجاوندی خاندانوں کے چشم و چراغ ہیں اس خاندان میں علم و عمل کا چراغ ہمیشہ جگمگاتا رہا ہے یہ خاندان علوم معارفت سے ہی نہیں بلکہ علوم ظاہری سے بھی مالا مال رہا ہے حضرت بندگی میاں عبد الملک سجاوندی عالم باللہ کے لقب سے گروہ مقدسہ میں مشہور و متعارف ہیں آج بھی ان کی تصانیف سراج الابصار بزبان عربی اور منہاج التقویم ہمارا قومی قیمتی اثاثہ ہیں اسی طرح بندگی میاں عبد الغفور سجاوندی نے بھی رسالہ ہژدہ آیات کے ذریعہ امامؑ کے ظہور کا اور آپ کی قوم کے فضائل کا ثبوت باہم پہنچایا ہے یہی نہیں ان کے علاوہ کچھ اور بھی گرامی قدر بزرگان دین اس خاندان میں گذرے ہیں جن کا مختصر سا تذکرہ مولف خاتم سلیمانی حضرت میاں ملک سلیمانؒ نے بھی کیا ہے تفصیل خاتم سلیمانی کی جلد سوم میں دیکھی جاسکتی ہے لیکن یہاں موقع کی مناسبت سے صرف حضرت میاں عبد الرشید سجاوندیؒ کے وقائع پر ہی اکتفا کیا گیا ہے اللہ تعالیٰ بندگی میاں سلیمانؒ کی مزار پر تجلیات کی بارش کرے ان کی تصنیف کی بدولت کئی ایسے مقدس چہرے سامنے آئے جن سے ہم آشنا تک نہیں تھے لیجئے ہم خاتم سلیمان کے مطالعۂ فارسی مضمون کا اردو ترجمہ آپ کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں۔

جہاں تک نفس کتاب، رونق المتقین کا تعلق ہے کچھ کہنا آفتاب کو چراغ دیکھانا ہے الحمد للہ قوم میں ارباب نظر موجود ہیں ور کھ سکتے ہیں کہ حضرت علیہ رحمت نے اپنی علمی مہارت کا کس طرح ثبوت دیا ہے۔

ایت ہے کہ میاں عبد المومنؒ کے ایک فرزند تھے جو صاحب نصیب، مبارک سیرۃ چشم سر سے خدا کو دیکھنے والے اللہ بے ... ان کا نام نامی تھا میاں عبد الواحد۔ علم ظاہر و باطن میں بڑی شان اور لیاقت رکھتے تھے۔ آپ کے معاصر بزرگان دین اور محققان وقت آپ کے اخلاق حمیدہ سے بہت خوش تھے۔ خاص بات یہ ہے کہ فرمان روائے امر خداوند وقت حضرت خاتم مرشدینؒ کی صحبت میں پہنچ کر علاقہ کر کے کچھ مدت تک (رہ کر) فیض اٹھایا ہے۔ اور اس کے علاوہ اہل دانش ارباب بینش کے مجمع میں حضرت حین ولایتؒ نے نہایت مسرت اور خوشی کے ساتھ ایک روایت کے مطابق تین مرتبہ بیان قرآن کروایا ہے اور ایک دوسری روایت کے مطابق بیان قرآن سنا کر قرآن مجید کا ایک نسخہ عطا فرمایا اور انتہائی رغبت اور خوشی کے ساتھ رخصت کی اجازت مرحمت فرماتے ہوئے (تاکید فرمائی) جیسا کچھ بندہ نے کہا ہے اسی طرح بیان قرآن کیجئے۔

اے عزیز معلوم ہونا چاہیئے کہ ایسا لائق فرزند جو ماں باپ کی آنکھوں کو ٹھنڈک بخشنے والا نور ہو وہ اپنے قبیلو ... معزز اور قابل تکریم ہوتا ہے اور بزرگان دین کے الطاف و عنایات اس کے شامل حال ہوتے ہیں۔ روایت میں ہے کہ آپ کی شادی حضرت روشن منورؒ کے فرزند دلبند میاں سید حسینؒ کی صاحبزادی بی بی خونزا جیون سے ہوئی تھی۔ جب مغلوں کی طرف سے ملک میں فتور واقع ہوا اور بدامنی پھیل گئی تو آپ ملک دکھن تشریف لے گئے شائد بیجاپور میں سکونت اختیار فرمائی بی بی مذکور کے (غالباً) آپ کے چند لڑکے اور لڑکیاں ہوئی ہیں لیکن ایک فرزند بہت مشہور و معروف ہوئے ہیں جن کا اسم گرامی ہے میاں عبد الرشیدؒ اپنے وقت کے زاہد زمانہ میں کامل اللہ بزرگ و برتر کے برگزیدہ۔

بندگیمیاں عبدالرشید قدس اللہ سرہ، نہایت قابل ستائش اخلاق اور کردار اور پسندیدہ عادات واطوار کے حامل تھے عربی و فارسی زبان میں زبردست مہارت اور گہری نظر رکھتے تھے اور بندگی میاں سید نصرتؒ کی صحبت میں پہنچ کر مہارت تامہ حاصل کی چنانچہ بندگیمیاں سید نصرتؒ نے فرمایا کہ عبدالرشیدؒ میرے دائرہ کی "ناک" ہے۔اے عزیز یہ بشارت (آپ کے علوم ظاہری میں بھی بہت بلند مرتبہ پر فائزہونیکی نشاندہی کرتی ہے)

(جیسا کہ) بنی آدم کے اجسام میں ناک کو جملہ اعضاء پر فضیلت حاصل ہے اور جب حضرت مخصوص الزماں نے دیکھا کہ آپ میں علم ظاہری و باطنی اپنی تمام تر رعنائی کے ساتھ پورے شباب پر ہے تو آپ نے امامنا علیہ الصلوۃ والسلام کے مولود شریف الموسمہ بہ خاتم الولایت کی تصنیف کا حکم فرمایا آپ نے مرشد کے ارشاد کی تعمیل میں واقعیات مولود مبارک ضبط تحریر میں لائے چنانچہ وہ تالیف امام علیہ السلام کے گروہ مبارک میں بہت مشہور و معروف ہے آپ حضرت حاکم الزماں کے زیر پائیں موضعہ منچیہ میں فردوس معلیٰ میں بتاریخ ۱۱/ شعبان المعظم لیکن رحلت کا سن معلوم نہیں ہے آپ کی قبر مغرب کی جانب چار دیواری سے متصل ہے اور آپ کے سرہانے میاں بہلول خاںؒ آرام فرماں ہیں آپ کے ایک فرزند عبدالغنی نام کے ہوئے ہیں زبدہ سالکان طریقت اور قدوہ عارفان حقیقت نہایت متقی اور پرہیزگار اور متوکل کامل تھے۔

حضرت کے مدفن سے خاتم سلیمانی کی ایک روایت یہ ہے کہ آپ حضرت بندگیمیاں سید نور محمد خاتم کارؒ کے دائرہ منچیہ میں میاں بہلول خاںؒ کے قبر کے پائیں دفن ہیں۔ لیکن بروایت صحیح آپ کا مدفن لال گڑھی بندگی میاں سید نصرتؒ مخصوص الزماں کے دائرہ میں ہے یہ روایت تذکرہ المرشدین کے علاوہ خاندان شاہ نصرتؒ میں نہایت مشہور و متعارف ہے۔

"ادارہ"

بسم الله الرحمن الرحیم

رونق المتقین

الحمد لله الذی جعل الطریق الواضح للمستبصرین واسبل حجاب التعامی علی قلوب المتنکرین وصلی الله علی محمد سید المرسلین والنبی احکم الحاکمین والمهدی خلیفته الله رب العلمین و نظیر سید المومنین وصلی الله علیه وعلی آلهما واصحابهما اجمعین۔

امابعد خافی نماند علی اهل المسلمین الذین یعملون مایسمعون وینهون مایحذرون ویفعلون مایومرون و قوله تعالیٰ یا ایها الذین امنوا لا تتخذوا الذین اتحذوا دینکم هزوا والعبا من الذین اوتوا الکتاب من قبلکم والکفار اولیاء واتقوا الله ان کنتم مومنین (۵۔۵۷)

پس بہ ہر تقدیر از صفت اشرار دور باید شد چنانیکہ در حق ایشاں است

قوله تعالیٰ ومن الناس من یجادل فی الله بغیر علیم ولا هدی ولا کتب مبین (۲۲۔۸)

اے عزیز الدین کله انصاف انصفوا رحمکم الله ولا تباغضوا ولا تدابروا وکونوا عباد الله مخلصاً اخوانا دین اسلام چہ چیز است کہ انقاد بحق باشند و غیر او نپر دازند کما قبل الدین کله تقلید ۔ وقال اصحابی کالنجوم بایهم اقتدیتم اهتدیم امر آں بر تقلید شاں دلیل است

کقوله تعالیٰ ومن یشاقق الرسول من بعد ماتبین له الهدی وتبیع غیر سبیل المومنین نوله ماتولیٰ نصله جهنم وساءت مصیراً (۴۔۱۱۵)

پس مار او شمار ابابایدکہ بریں موافق خود را مدام بداریم و دلیل لقطیہ کہ غیر سبیل المومنین است ازو احتراز نمائیم واز دلیل شرعی اجتہادی گرفتہ حکم شرع حقیقی را مہمل نگدازیم وآں اصل شرع حقیقی کہ تقلید امام است برآں ہر لحظہ رجوع فرمائیم و تقلید امام را بامر ایهم اقتدیتم کلمہ مراعات می داریم و خلاف المذکور اصلاً جانے ندہیم و ایں او را دست دہد کہ ہر فعلے و لفظے و نقلے کہ باشد موافقت بجمہور جوید کہ در ہر تقدیر بمرتبہ بالاتر و قزوں تراند۔ امابنائے ذلک المذکور ایں فقیر راچہ نسبت داشت ولکن مرشد مخصوص زمانہ میانسید نصرت رحمتہ اللہ علیہ کہ حکم او را بر سر نہادہ بتقریر انقیاد یکے چند خاصہ حضرت امام در تحریر و تصویر آوردہ کہ ناچار بدو خوانندہ را محبت و عظمت مع بہجت و فرحت روئے نماید و ہر مہوے و غلطی کہ در تقریر باشد در ذیل عفو آید و بعد اشہب مقال را در ساحت دلیل انداخت و ایں بحث ضروری را در اوراق مختصر پر داخت و دلیل پیشینیاں انتخاب نمودہ بامداآں مرتب ساخت۔اے عزیز بعضے مردماں نقل انی عبداللہ تابع محمد رسول اللہ را دست آویز

رونق المتقین

ترجمہ

تمام تعریف اللہ ہی کے لئے ہے جس نے دل بنا رکھنے والوں کو روشن راہ دکھائی اور اندھے پن کے پردے اہل انکار کے قلوب پر ڈال دیے ۔ احکم الحاکمین کی طرف سے بھیجے گئے پیغمبر اور تمام مرسلین کے سردار محمدؐ پر اللہ کا درود و سلام ہو (اسی طرح) رب العالمین کے خلیفہ مہدی پر بھی اللہ کا درود و سلام ہو جو نظیر ہیں مومنین کے سردار (محمدؐ) کے ۔ اور ان دونوں کے آل اور ان کے جملہ اصحاب پر بھی ۔

بعد ازاں ان مسلمانوں پر پوشیدہ نہ رہے کہ وہ جو کچھ سنتے ہیں اس پر عمل کرتے ہیں اور جس بات سے ڈرتے ہیں اس سے روکتے ہیں اور جس کا حکم دیتے ہیں اس پر (خود بھی) عامل ہوتے ہیں ۔

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اے ایمان والو تم سے پہلے جن لوگوں کو کتابیں دی گئی تھیں ان کو اور کافروں کو جنھوں نے تمہارے دین کو کھیل ٹھٹا بنا رکھا ہے دوست نہ بناؤ اور تم اہل ایمان ہو تو اللہ سے ڈرتے رہو ۔

پس بہر طور شرارت پسندوں کے عادات و اطوار سے دور رہنا چاہیئے جیسا کہ ان کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے اور لوگوں میں سے بعض وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے بارے میں کسی علم و اطلاع اور کسی دلیل اور کسی روشن کتاب کے بغیر جھگڑا کرتے ہیں ۔

اے عزیز دین تمامتر انصاف ہے (تم بھی) انصاف سے کام لو (تاکہ اللہ تعالیٰ) تم پر رحم کرے نہ کسی سے بغض رکھو نہ کسی کے درپے رہو اور ہو رہو تم اللہ کے مخلص بندے آپس میں بھائی بھائی ۔ دین اسلام کیا چیز ہے ؟ (مگر یہ کہ) حق تعالیٰ کے اطاعت گذار بن کر رہیں اور اس کے سوا (کسی دوسرے کی طرف) راغب اور مشغول نہ ہوں چنانچہ کہا گیا ہے کہ دین تمام کا تمام تقلید ہے ۔ آنحضرت نے فرمایا ہے کہ میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں ان میں سے تم جس کسی کی بھی پیروی اختیار کروگے ہدایت پاؤ گے ، آپ کا یہ حکم ان کی تقلید اختیار کرنے پر دلیل ہے ، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ۔

اور جو شخص رسول کی مخالفت کرے بعد اس کے کہ اس پر راہ ہدایت روشن ہو جائے اور مومنوں کے راستہ کے سوا الگ راستے پر چلے تو جدھر وہ چلتا ہے ہم ادھر ہی اسے پھیر دیں گے اور (قیامت کے دن) جہنم میں داخل کریں گے اور وہ بری جگہ ہے ۔

پس ہم اور تم (سب) کو چاہیئے کہ اپنے آپ کو اس (تقلید) کے موافق رکھیں اور (نرے) لفظی دلائل سے جو ایمان سے عاری لوگوں کا طریقہ ہے ، کنارہ کشی اختیار کریں ۔

دلیل شرعی سے اجتہاد پکڑیں اور حقیقی حکم شرعی کو ترک نہ کریں اور وہ شرع حقیقی اصل میں امامؑ کی تقلید ہے ۔

اور ہر وقت اسی کی جانب رجوع کرتے رہیں ۔ بایھم اقتدیتم کے حکم کے مطابق امامؑ کی تقلید کو پورا پورا ملحوظ رکھیں اور مذکورہ

خود نموده اعتقاد تسویت نہ داشتند و نیز بعضے سوال می کنند کہ سیدنا و نبینا صاحب کتاب و صاحب وحی و صاحب کلمہ و صاحب نبوت است و در حق امام دریں مذکور بچہ صورت بیان می کنید

و نیز سوال متقدمین ہمیں مانند دارد کما قبل ماجاء المهدی بالدین من عندالله بل داعی الی دین النبی یعنی ماجاء بالدین جدیداً لیس حجت قویت ۔ قلت جاء بما جاء النبی بدین جدید وهو قوله ان الله یبعث لهذا الامة علی راس کل مائة سنة من یجدد لها دینها ۔ وقد اتفق اصحاب التواریخ ان من یکون کذلک، بل اعظم درجة بنسبته رسولنا فی سائر الانبیاء وهو فی المائة العاشرة من الهجرة المصطفی فهو المهدی لانه خاتم ولایت نبینا یا ایها اللبیب انظر بنظر انصاف کہ در امت محمد بر سر ہر صدی یکے از اولیاء در تجلی الوہیت و در سکر آن دعوی مہدویت اظہار شده بود چونکہ ازاں عود گشتند چنداں پشیمانی و عذر خواہی کشیدند اما در حدیث مذکور لفظ تجدد را اگر برآں دعوی لغوی نسبت کنی کسی چناں نشد کہ در صدی دہم بظہور پیوست ۔ پس قول اصحاب تواریخ را لفظ تجدید دلیل است وهو قولهم وهو فی المائة العاشرة من الجهرة هو المهدی خاتم الولایت نبینا هو ضمیر بر من است و تجدد شرط من است و حدیث آحاد بمعنی ظہور ولایت بر قول مخبر صادق متواتر شد ۔ لا غول ولا عور فافهم جداً و منها ماروی عن عبدالله بن عطاء قال سالت ابا جعفر محمد بن علی فقلت اذا خرج الامام المهدی بای سیرة یسیر قال یهدم ما قبله کما صنع رسول الله یستانف الاسلام جدیداً و از حدیث پیغمبر و قول ابی جعفر ثابت شد کہ مہدی علیہ السلام اسلام را استیناف کند یعنے نو پیدا کند و از سر گیرد پس چوں گفتہ شود کہ ماجاء بالدین وکذا فی عقد الدرر ای یهدم البدع وما اخطاء المجتهدون فیه من عملیات و اعتقادیات وهذا من خصائصه

پس ذات واجب التصدیق کہ بداں صفت موصوف ظہور یافت بعد ہذا بر ہر کسے فرض من مفروض العین گشت کہ سر فروتنی بر عتبہ شریفش نہد و از دلیل کلی احتراز نموده رو نے بتقلید آنجناب آورده بعده ہر چہ گوید جوید داند کہ ازاں جناب است ۔ و منها ما قال علیه السلام اذا ایتم الرایات السود قد جات من قبل الخراسان فاتوها ولو حبواً علی الثلج فان فیها خلیفه الله المهدی پس اے عزیز ازیں حدیث ثابت گشت کہ مہدی خلیفتہ الله است ان یاخذ العلم منه لان الملک اذا رسل الخلیفته الی البلد یامر بما یصلح فی خلافته وینهاه عن شئی لایلیق بحاله ویعلمه اشیاء یحتاج الیها کما علم آدم الاسماء کلها بلا واسطه ملک بعد اعطائه الخلافته کما ذکر الله تعالیٰ فی محکم کتابه واذ قال ربک للملئکة انی جاعل فی الارض خلیفة (۲ ۔ ۳۰) الی قوله تعالیٰ و علم آدم الاسماء کلها الخ (۲ ۔ ۳۱) فعلم من ذلک المذکور بان خلیفته الله تعالیٰ یاخذ العلم منه الارشاد والدعوة ولیس احد من هذه الامة بعد النبی بکذا درجة من الاولیاء الکل سوی المهدی

ترجمہ

طریقہ سے ہٹ کر کسی اور طریق استدلال کو جگہ نہ دیں ۔ یہ بات اس کو میسر ہوتی ہے جو فعلاً (لفظاً و نقلاً جمہور (اہل علم) کی موافقت اختیار کریں کیونکہ (وہ لوگ) ہر اعتبار سے مراتب میں قدآور اور بلند قامت ہیں ۔ بھلا اس فقیر کو اس کتاب کی تصنیف سے کیا نسبت ہے لیکن چونکہ اس زمانے کے خاص مرشد میاں سید نصرت رحمتہ اللہ علیہ کا حکم ہے اس کو سر آنکھوں پر رکھ کر تعمیل حکم میں ((فقیر نے) حضرت امامؑ کی چند ایک خصوصیتوں کے تعلق سے عبارت آرائی کی ہے ۔ تاکہ اس (رسالہ) کے پڑھنے والے کے دل میں قدر و محبت کے ساتھ فرحت و انبساط پیدا ہو اور ہر وہ فرد گذاشت اور غلطی جو بیان میں واقع ہو (اس کو) دامن عفو میں جگہ دی جائے اس (ضروری تمہید) کے بعد (عرض ہے کہ یہ فقیر) گفتار کے رہوار کو دلیل کے میدان میں دوڑایا اور اس ضروری بحث ، کو مختصراً چند اوراق میں قلمبند کر کے فارغ ہوا پچھلے بزرگوں کے دلائل سے بعض دلیلوں کا انتخاب کیا اور ان کی مدد سے (اس رسالے) کو مرتب کیا۔

اے عزیز بعض اشخاص نے نقل مبارک انی عبداللہ تابع محمد رسول اللہ کو اپنے لئے سند بنا کر تسویت کا اعتقاد نہ رکھا۔ کچھ ایسے صاحبین بھی ہیں جو سوال کرتے ہیں کہ سیدنا نبینا (صلی اللہ علیہ و سلم) صاحب کتاب اور صاحب وحی اور صاحب کلمہ اور صاحب نبوت ہیں اور (پوچھتے ہیں کہ) حضرت امامؑ کے تعلق سے تم اس باب میں کیا صورت بیان کرتے ہو؟

(معلوم ہونا چاہئے کہ بعض) پچھلے چند اشخاص کا سوال بھی اسی سے ملتا جلتا ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ مہدی اللہ کی طرف سے کوئی نیا دین لیکر نہیں آئے بلکہ وہ دین نبی کی جانب بلانے والے ہیں ۔ یعنی (انکی) یہ دلیل کہ وہ دین جدید لیکر نہیں آئے کوئی قوی حجت نہیں ہے ۔ میرا جواب یہ ہے کہ مہدی آئے اسی طرح جیسا کہ نبی ، کوئی نیا دین لیکر نہیں آئے ۔ نبی اکرمؐ کا قول مبارک (اس بارے میں) یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس امت میں ہر صدی کے سرے پر ایک ایسے شخص کو اٹھائے گا جو اس کے لئے اس کے دین کی تجدید کریگا ۔ مورخین کا اتفاق ہے کہ وہ شخص جو نہ صرف اس وصف کا حامل ہوگا بلکہ ہمارے پیغمبر سے (صلبی) نسبت کے باعث تمام انبیاء میں بھی زیادہ بڑے مرتبہ پر فائز ہوگا ، وہ مہدیؑ ہے اور ہمارے نبی کی ولایت کا خاتم ہے اس کا ظہور دسویں صدی ہجری میں ہے ۔ اے ہوش مند انصاف کی نگاہ سے دیکھ کہ امت محمدیہؑ میں ہر صدی کے آغاز پر جن اولیائے کرام کی زبان سے تجلی الوہیت کے غلیان اور بے ہوشی کے باعث دعوی مہدیت کا اظہار ہوا تھا ۔ (انہوں نے) جب اس سے رجوع کیا تو کتنی ندامت اٹھائی اور معذرت خواہی کی ۔ اس سے قطعی نظر لفظ تجدد جو حدیث میں مذکور ہوا ہے اگر اس کو دعوی لغوی کی طرف منسوب کیا جائے تو ایسا کوئی شخص (نظر) نہیں آتا کہ جس کا دسویں صدی میں ظہور ہوا ہو ۔ اس سے (ثابت ہوا کہ) مورخین کے بیان کی دلیل فقط لفظ تجدد ہے ،

یہ ان ہی کا قول ہے کہ وہ (جو) دسویں صدی ہجری میں (مبعوث) ہوگا وہی ہمارے نبی کی ولایت کا خاتم مہدیؑ ہے (لفظ) ہوا کی

اے عزیز مہدی خلیفۃ اللہ است پس اور اناچار است جست و جو نے کردن از خدا نے تعالی کہ آفریدہ شدہ است برا نے خواندن خلق را سو نے حق و نیز در جملہ فرستادگانست بمرتبہ آنکہ ہر چیز یکہ فرو رفتہ باشد از عملیات و اعتقادیات تا بامر خدانتعالی باز اور ابمرتبہ رساند بموافقت خلاف خویش - اے عزیز چند احکام کہ در زمانہ او چناں فروز گشت کہ در زمانہ انبیاء ماضیہ ظہور نشدہ بود چنانچہ نقل امام است کہ خدانتعالی مار اکہ فرستادہ است مخصوص برائے نیست کہ احکام و بیان کہ تعلق بولایت محمدی دارد بواسطہ مہدی ظاہر شود - اے عزیز اینجا سریست بے نہایت و اسراریست بے غایت و نیز خدانتعالی بر حبیب خویش منت نہاد - **و حکایۃ عن اللہ تعالیٰ لولاک لما اظ رت ربوبیتی - وفرمود یا سرسری ویاخزینۃ - معرفتی افدیت ملکی علیک یا محمد** اے عزیز چہ نکہ ایں تشریف و آلا و خلعت اعلی اگرچہ بر حبیب خود منت نہادہ است اما خاصہ آں بمہدی علیہ السلام ظہور گردانید - انشاء اللہ تعالی در خاصہ و خلاصہ آنحضرت نوشتہ آید پس چوں تواں گفت کہ ماجاء المہدی بدین جدید لیس حجۃ قویۃ - و نیز بعضے بفہم می آرند کہ در ہفت کلمہ کہ آں را صفت ایمان گویند در آں کلمہ ذکر مہدی نیست - باید دانست کہ از جملہ ہفت کلمہ کہ کتبہ و رسلہ کلیہ است پس جمیع کتب و صحف و سورہ و آیات و صفات و مسمات و جزئیات در کتبہ داخل است ہمچناں نبی و ولی و مومن و جمیع صفات و مسمات و جزئیات و رسول در رسلہ داخل است - اما علماء کہ در علم عقیدہ راسخ و استوار اند بایں معنی می دانند و میگویند کہ در قاعدہ کلیہ کہ آنجا رسلہ است ہمہ فرد فرستادگاں دراں مندرج اند و مہدی دراں اولا است بنسبت ولایت محمدی کہ احکام متعلق ولایت محمدی او ظاہر نمود و دعوے کردہ رفتہ و نیز ہر جاکہ امر اقیموا الصلوۃ است در آں ہمہ عبادت مندرجہ است و قاعدہ کلیہ بمانند مذکور بدانند کہ اشکال دارد **ومنہا ما قال صاحب تاویلات عبدالرزاق کاشی حیث جعل آلم قسما و جوابہ محذوفا و ہوانا مبین لذلک الکتاب الموعود علی سنۃ الانبیاء و فی کتبہم ان یکون مع المہدی فی آخر الزمان لایعلمہ کما ہو بحقیقتہ الا ہو - کما قال عیسیٰ نحن نا تیکم بالتنزیل و اما التاویل فسیاتیکم الفار قلیط فی آخر الزمان** صاحب تفسیر مراد از فارقلیط بزبان عیسی مہدی داشتہ است و قول عیسی نحن ناتیکم بالتنزیل مشتمل است بہمہ انبیاء کہ بر ایشاں نزول وحی است کتابہا و صحیفہا کما قال نحن معاشر الانبیاء لاترث و لا نورث پس ثابت شد از زبان عیسی علیہ السلام کہ خاصہ ہمہ انبیاء تنزیل است و خاصہ مہدی تاویل و آں عہدے است **کقولہ تعالیٰ ثم ان علینا بیانہ** (۷۵ - ۱۹) اے بزبان مہدی **وقولہ تعالی یوم بتلی السرائر** (۸۶ - ۹) وازیں مراد حقائق آشکارا شود یعنے وقت ظہور شدن مہدی کہ قیامت صغری است زیر ایں آیت در تفسیر تاویلات مہدی راگفتہ است - پس چندیں معنی آیات کہ در زمان نبوت ظہور نشد در زمانہ ولایت بروز گشت پس ایہا المنصف نیک بنظر انصاف نظر کن کہ آں شرع حقیقی کہ در زمانہ خود بامر خدانتعالی ہمہ قرآن کہ بے صوت و بے حرفست آں را حرفا حرفا مراد

ضمیر من کی طرف راجع ہے اور لفظ تجدد من کی شرط ہے۔
مخبر صادق (صلی اللہ علیہ وسلم) کے وہ (تمام) ارشادات آحاد جو ظہور (خاتم) ولایت (یعنی مھدیؑ) کے بارے میں آئے ہیں، متواتر المعنی ہیں۔ یہ کچھ واہی تباہی خیالی باتیں نہیں ہیں پس اس کو اچھی طرح ذہن نشین کرلے۔ اور ان ہی (احادیث میں سے یہ حدیث ہے) جو روایت کی گئی ہے عبد اللہ بن عطا سے، انہوں نے کہا میں نے ابو جعفر محمد بن علی سے پوچھا کہ جب امام مھدیؑ ظاہر ہونگے تو وہ کس طریقہ پر چلیں گے، انہوں نے فرمایا پچھلے تمام (رسوم و روایت) کو ڈھادیں گے جیسا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے کیا تھا، (اور) وہ (یعنی مھدی) اسلام کو از سر نو تازہ کریں گے۔ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث اور ابو جعفر کے بیان سے ثابت ہوا کہ مہدی علیہ السلام، اسلام کو از سر نو تازہ کریں گے یعنی اسلام کو حیات نو عطا کریں گے اور اس کی ابتداء شروع سے کریں گے۔ پھر کس بناء پر کہا جاتا ہے کہ وہ (مھدی) دین لیکر نہیں آئینگے۔ اور عقد الدرر میں یوں ہے کہ مھدی بدعتوں اور ان غلطیوں کا قلع قمع کریں گے جو مجتہدین اکرام نے عملیات واعتقادیات کے باب میں کی ہیں، اور یہ ان کی خصوصیات میں سے ہے۔
پس وہ واجب التصدیق ذات اس صفت سے متصف ہو کر مبعوث ہوئی اس کے بعد ہر متنفس پر منجملہ فرائض یہ عین فرض ہو گیا۔ کہ اپنا سر عاجزی وتذلل کے ساتھ ان کے آستانہ مبارک پر رکھے اور حجت بازی سے بالکلیہ پرہیز کرتے ہوئے ان امامؑ کی تقلید کی طرف توجہ کرے اس کے بعد جو کچھ کہے، پائے اور یقین کرے کہ یہ آنجنابؑ ہی کی متابعت و پیروی ہے اور احادیث میں یہ حدیث بھی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا جب تم خراسان کی طرف سے کالی جھنڈیاں نمودار ہوتے دیکھو تو آو تم اس کے پاس خواہ تمہیں برف پر سے گھسیٹتے جانا پڑے کیونکہ ان کے درمیان اللہ کے خلیفہ مھدیؑ ہیں۔ اے بھائی اس حدیث سے ثابت ہوا کہ مھدیؑ اللہ کے خلیفہ ہیں (اور مھدیؑ کی شان یہ ہے کہ وہ بلاواسطہ اللہ تعالیٰ سے) علم حاصل کریگا اس کو یوں سمجھو کہ شاہ وقت جب اپنے کسی سفیر کو کسی شہر کی طرف بھیجتا ہے تو یوں بھی ہوتا ہے کہ وہ اپنے دور خلافت میں اصلاح کرتا ہے دین کی اور وہ باتیں جو غیر (مدون) شرعی ہیں اور دین میں شامل ہو گئی ہیں وہ اس سے بھی روکے گا اور تقاضائے وقت کے مطابق جن باتوں کی ضرورت ہے وہ اس سے واقف اور باخبر ہوگا اس کی مثال ایسی ہے کہ پورے اسمائے الہیٰ (آدمؑ کو) عطائے خلافت کے بعد فرشتہ کے واسطے کے بغیر سکھائے گئے جس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب مبین میں ذکر فرمایا ہے اور جس وقت کہا آپ کے رب نے فرشتوں سے کہ یقیناً میں بناؤں گا زمین میں اپنا ایک نائب۔ اور سکھائے اللہ تعالیٰ نے آدمؑ کو تمام چیزوں کے اسماء۔ جان رکھو کہ مذکورہ بات جو کہی گئی ہے وہ اپنے موقف میں بالکل صحت مند و توانا ہے کہ اللہ کا خلیفہ وہ ہے جو ارشاد و دعوت کا علم (بلاواسطہ) خدا سے حاصل کرتا ہے اور اس خصوصیت میں دوسرا اس کا سہیم و شریک نہیں ہے اس ساری امت میں حضور کے بعد ہر چند کہ

اللہ و امر اللہ بیان کردو چند احکام کہ از اجتہاد مجتہداں فرو رفتہ بود باز آں را بسر تازہ نمود چنانکہ ایشاں گفتند کہ الایمان لایزید ولا ینقص و مہدی خلاف المذکور بریں آیت حکم کرد - **انما المومنون الذین اذا ذکر اللہ وجلت قلوبھم واذا تلیت علیھم آیاتہ زادتھم ایمانا الایہ** (۸ ـ ۲)

یعنے الایمان یزید و ینقص و مع آنکہ جماعت مجتہداں بر انندکہ اہل الکبائر من المومنین لا یخلدون فی النار یعنی بالاجماع فتعین الخروج من النار - و نیز حضرت میراں بخلاف المذکور من آیات القرآن حکم کردندکہ **بلی من کسب سیئتہ و احاطت بہ خطیئتہ فاولیک اصحاب النار ھم فیھا خالدون** (۲ ـ ۸۱) **والثانی - ومن یقتل مومنا متعمد فجزاوہ جھنم خالدا فیھا و غضب اللہ علیہ ولعنہ واعدلہ عذابا عظیما** (۴ ـ ۹۳)

یعنے ہر کہ باشد باکلمہ کہ انکار کنندگان موعود اند یا مردمان اشرار کہ از حد گزشتگانند پس بشتافتند در صفت قہار - لایخرجون من النار - و من کسب و من یقتل ہر دو من را بیان مطلق نمود زیرا کہ در حق او رسول اندیقفوا اثری ولا یخطی فرمود - و نیز نہایت راستی مجہتدان کہ یخطی و یصیب اشارت بر خود فرمودند - یا ایھا المنصف بنگر بنظر انصاف کہ نزول امام علیہ السلام بمحمد علیہ السلام بمرتبہ و رتبہ برابر است چنانچہ در خبر است **کیف تھلک امتی انا فی اولھا و عیسیٰ فی اخرھا والمھدی من اہل بیتی فی وسطھا** - پس چونکہ برائے امت ہر سہ حاکم چنیں باشند چرا بہ تشریف خیر الامۃ مشرف نباشد - و نیز دریں خیر الامۃ مہدی موعود شود - امت را اساس الدین بامر احسن الخالقین بسر تازہ نمودہ و پیغمبر ما چنانکہ فرمودہ بودانہ **یقوم بالدین فی آخر الزمان کما قمت بہ فی اول الزمان** و نیز نقل امام مہدی علیہ السلام است ہر حکمے کہ بیان می کنم از خدا و امر خدا می کنم - ہر کہ بیان ازیں احکام بندہ را ایک یک حرف منکر باشد او عند اللہ ماخوذ گردد - و بعد ھذا ہر مصدق کہ بشرط تصدیق در حکم و احکام او باقرار زبان و تصدیق دل استوار نداشت سزاوار وعید مذکور گشت و آنکس کہ سعید فی بطن امہ باشد حکم او را بجا آوردہ بادل خوش و خرم در وعدہ مذکور شد و دریں وعدہ داخل گشت **کقولہ تعالیٰ ان الذین امنوا و عملوا الصالحات و احبتوا الی ربھم اولئک اصحاب الجنۃ ھم فیھا خالدون** (۱۱ ـ ۲۳)

و نیز اے عزیز اصول دین اصل ہفت کلمہ است کہ آں بالا مذکور است ہیچ یکے از پیغمبر بخلاف آں اصول نہ آمدہ است اما در بعضے عمل و امر بعدہ قیام اصول قدیم بنیاد نہادہ اند و قومے راکہ از اصول دین رفتہ بودند آں را باز بداں اصول پیوستہ اند - پس ظہور امام در زمانے است چنانکہ نقل صاحب زماں بر آنست کہ فرمان خدانتعالی می شود کہ اے سید محمد بر امت محمد دعوی اظہار کن کہ ایشاں دین بر داشتہ اندو روش رسم پیدا کردہ اند دین نماندہ است مگر در مجذوباں بعدہ نیز مہدی بامر خدانتعالی و حکم او چند احکام از عملیات و اعتقادیات بحکم بیان القرآن ناسخ و منسوخ را ظاہر گردانید یعنے بیان ناسخ کرد و از

ترجمہ

اولیائے اکرام کے درجات اپنی اپنی جگہ متعین ہیں مگر وہ مھدی کی بات کہاں اے عزیز مھدی اللہ کے خلیفہ ہیں پس ان کی طلب و جستجو کرنا واجب ہے جو مخلوق کو حق کی طرف بلانے کے لئے خدا کی جانب سے پیدا کئے گئے ہیں۔ مرسلین میں سے بھی وہ ایک مرسل ہیں۔ عملیات و انتقادات سے متعلق ہر وہ چیز جو اپنے مرتبہ و معیار سے گر چکی تھی اس کو بامرالٰہی دوبارہ اپنی خلافت کی موافقت میں اپنے اصلی مرتبہ و مقام پر پہنچادیں گے۔ اے عزیز ان کی خلافت کے زمانے میں چند ایسے احکام کا ظہور ہوا جو پچھلے پیغمبروں کے زمانے میں نہیں ہوا تھا چنانچہ حضرت امامؑ کی نقل مبارک ہے کہ خدائے تعالیٰ نے ہم کو جو بھیجا ہے وہ خاص اس مقصد کے لئے ہے کہ وہ احکام و بیان جن کا تعلق ولایت محمدی سے ہے مھدی کے ذریعہ ظاہر ہوں۔ اے عزیز اس مقام پر ایک ایسا راز اور ایسا گہرا بھید ہے جس کی نہ کوئی حد ہے نہ انتہا ہے نیز اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک پر احسان فرمایا۔ اور حدیث قدسی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے محمد اگر آپ کا ظہور مقصود نہ ہوتا تو میں اپنی ربوبیت کو ظاہر نہ کرتا اور فرمایا کہ اے میرے بھیدوں کے بھید اور اے میری معرفت کے خزانے میں نے اپنا ملک تجھ پر نثار کردیا۔ اے عزیز یہ مجد و شرف اور یہ انعامات اور یہ اعلیٰ خلعت اگرچہ اللہ تعالیٰ نے (بظاہر) اپنے حبیب مکرم کو عطاء کی ہے لیکن اس کی اصل اور خاصیت مھدی علیہ السلام کے ذریعہ ظہور میں آئی ہے۔ (یہ بات) انشاء اللہ تعالیٰ آنحضرت کی خصوصیات کے ذیل میں بیان ہوگی۔ پس کس بناء پر کہا جاسکتا ہے کہ مھدیؑ دین جدید کے ساتھ نہیں آئے یہ ادعا کسی مضبوط دلیل کی بناء پر نہیں ہے اس کے علاوہ بعض اشخاص کی دانست میں یہ ہے کہ جو سات باتیں جن کو صفت لمان کہتے ہیں ان میں مہدی کا ذکر نہیں ہے سوچنا چاہئے کہ ان سات کلموں کے مجملہ دو کلمے کتبہ و رسولہ بطور کلید ہیں پس تمام کتابیں، صحیفے، آیات، مقطعات، سماۃ اور جزئیات کتبہ میں داخل ہیں اسی طرح نبی، ولی، مومن، تمام صفات، مسماۃ اور جزئیات اور رسول، رسلہ میں داخل ہیں لیکن وہ علماء جو اپنے علم میں راسخ العقیدہ اور استوار ہیں ان معنیٰ میں اس کا مفہوم لیتے اور کہتے ہیں کہ قاعدہ کلیہ کے مطابق جو وہاں رسلہ آیا ہے اس میں تمام نفوس مرسلین شامل ہیں اور ولایت محمد کی نسبت نظر کرتے مہدی ان سب میں اول ہیں جنہوں نے وہ احکام جو ولایت محمدی سے متعلق تھے ظاہر کئے اور مخلوق کو (ان احکام کی طرف) دعوت پہنچانے کے بعد اس دنیا سے پردہ فرمایا۔ اور یہ بات بھی ہے کہ قرآن میں جہاں جہاں نماز قائم کرو کا حکم آیا ہے اس میں تمام ہی عبادتیں داخل ہیں۔ قاعدہ کلیہ کو مذکورہ مثال پر قیاس کرنا چاہئے جو اشکال رکھتے ہیں اور اس باب میں عبدالرزاق کاشی صاحب تاویلات القرآن نے جو کہا ہے وہ یہ کہ آلم بحیثیت محذوف ہے اور وہ انا مبین یعنی میں بیان کرنے والا ہوں اس کتاب موعود کا سنت انبیاء کے مطابق اور انبیاء کے صحیفوں میں ہے کہ آخر زمانہ میں مہدی کے جو معاصرین ہوں گے ان میں سے اس کی حقیقت کو جیسی کہ وہ سوائے مہدی کے کوئی نہ جانے گا۔ جیسا کہ عیسیٰ نے فرمایا کہ ہم تنزیل لائے ہیں تاویل آخر زمانے فارقلیط لائیں گے۔ صاحب تفسیر (عبدالزاق کاشی) نے زبان عیسیٰ میں فارقلیط سے مہدی مراد

لسان حقایق البیان ہیچ آیت از قرآن بیان منسوخ نشینده و جمله معترض و استثناء منقطع معنی تبادیل و حرف زاید که چند معجزه از معجزہا ئے آں ذات بود که نوشتہ تطویل انجامد۔ پس اے منصف انصاف کن که چنیں صاحب فرماں و صاحب معنی قرآن چوں تواں گفت که صاحب کتاب نیست۔ و دیگر آنکہ ظہور پیغمبر ما بہ عرب پیدا و در مشرق و مغرب ہویداست اما چونکہ عرب را اشد الکفار فرمود و انکار توحید کنندگاں را بر تصدیق توحید بشارت فرمود۔ **وہو قوله من قال لا اله الا الله دخل الجنة** ۔ حاصل مذکور انکہ ابتداء دین را چنیں غربت بود کہ بر صادر کلمہ لا الہ الا اللہ حکم ایمان بود **کما قال الدین بد اغریبا و سیعود الدین کما بداء فطوبی للغرباء** ۔ واز **سیعود الدین** مراد باز سر انجام دین را در غربت است کہ آں غربت در زمانہ ظہور مہدی داشتہ است پس اے عزیز در حدیث مذکور نظر کن کہ از لسان حقایق البیان در ہر قول او چہ صنعی است و سر او چہ حکمے است و ہر کار او چہ اشارتے است و نیز در ہر عبارتے وجوہات بسیار اند تا ازاں ہر کسے سوئے مراد خود می آرد اما بر عایت جمہور باحسن الوجوہ شرط مستقیم است و عہدے است قدیم کہ تادر تحریر و تقریر و در بیان راسخ باشد کہ خرد منداں آں را ندانند واو را بخوش دلی بخوانند۔ پس بہ نظر انصاف بنگر کہ ابتداء دین در حال غربت بر اقرار توحید بشارت رستگاری بکلمہ مذکور بود تاہم بآیت القرآن ثابت است کہ **قوله تعالیٰ انی آمنت بربکم فاسمعون** (۳۶۔ ۲۹) **قیل ادخل الجنة الایة** (۳۶۔۲۶) اے عزیز در حال سختی غلبہء کفار چناں بود کہ بر اظہار توحید و اقرار آں شربت شہادت چشیدن بود چنانکہ ایشاں پیغمبراں چشیدہ اند مثل زکریا و یحیی۔ و نیز نقل حبیب نجار چنانکہ در تفاسیر است کہ آنوقت چناں بود کہ بر اقرار توحید ہر کہ از جان بر خاستہ سر را آستانہ کرد و از ہمہ علایق ہا قطع نمودہ پس آں کس بہ تشریف ایمان مشرف شدہ اما شرط تمام و حکم استحکام اینست کہ خواجہ عبداللہ انصاری رحمۃ اللہ علیہ فرمود کہ توحید نہ آنست کہ او را یگانہ دانی توحید انیست کہ از ہمہ یگانہ باشی پس ہر کلمہ کہ در محل نبوت صورت حال او ابتداء بغربت روے نمودہ بود معنی آں در زمانہ ظہور ولایت باتمام پیوست چونکہ در ظہور نبوت بحکم **اخرج شطاءہ فازرہ فاستغلظ فاستویٰ علی سوقه یعجب الزراع الایه** (الفتح۔ ۲۹) روئے **نمود پس آں مانند مذکور حکم** افتاد **کقوله تعالیٰ وقاتلوا فی سبیل الله الذین یقاتلونکم ولا تعتدوا ان الله لا یحب المعتدین** (۲۔ ۱۹۰) **وآں احکام که در حال غربت بودند چنانچه لکم دینکم ولی دین ولا اکراہ فی الدین او بحال خود ماند** بسبب زمانه **خود** ہمچنیں کلمه من قال **لا اله الا الله دخل الجنة** ہماں مانند است۔ پس اے عزیز اگرچہ بلفظ ظاہر بر اقرار خلافت و رسالت عمل گراں بود اما اقرار توحید او شاں آنہم دلیل است بر ثبوت رسالت و خلافت و نیز تبلیغ آں امر بمایصلح امر خلافت۔ بتعلیم اللہ و مراد اللہ است پس ہر پیغمبرے را اول مرتبہ ولایت رسیدہ بعدہ از قوت بر ثبوت نبوت امر گشت یعنے ولایت در غربت است کہ تعلق بشوکت

لی ہے،
حضرت عیسیٰ کا قول کہ ہم تنزیل لائے ہیں اس (ہم) میں تمام انبیا. شامل ہیں کیونکہ ان پر کتابوں اور صحیفوں کا وحی کے ذریعہ نزول ہوا ہے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ہم انبیا. کے گروہ ہیں نہ ہم کسی کے وارث ہوتے ہیں نہ کوئی ہمارا وارث ہوتا ہے پس حضرت عیسیٰ کے قول سے ثابت ہوگیا کہ تمام انبیا. کا خاصہ تنزیل ہے اور مہدی کا خاصہ تاویل ہے اور وہ ایک عہد و اقرار ہے ۔چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے پھر یقیناً اس کا بیان ہمارے ذمہ ہے یعنی مہدی کی زبان سے اور باری تعالیٰ کا قول ہے اس روز سب راز آشکار ہوجائیں گے اس سے یہ مراد ہے کہ حقائق آشکارا ہوجائینگے یعنی ظہور مہدی کے زمانے میں جو قیامت صغرا ہے تفسیر تاویلات کے مطابق اس آیت سے مراد مھدیؑ ہیں ۔
پس کتنی ایسی آیات کریمہ ہیں جن کے معنیٰ کا ظہور، زمانہ نبوت میں نہیں ہوا بلکہ مھدی کے زمانے میں ان کا اظہار ہوا ۔اے انصاف پسند اچھی طرح نظر انصاف سے دیکھ کہ (مہدی نے) اپنے زمانے میں بحکم خدا اس شرع حقیقی کی جو بے حرف و صوت تمام قرآن ہے حرفاً حرفاً اور مراد اللہ بیان فرمائی اور بعض وہ احکام جو مجتھدین اکرام کے اجتھاد کے ضمن میں ناپید ہوگئے تھے دوبارہ انکو از سر نو تازہ کیا چنانچہ انہوں نے کہا تھا ایمان نہ بڑھتا ہے نہ گھٹتا ہے اور حضرت مہدیؑ نے مذکورہ قول کے برخلاف اس آیت سے حکم کیا ۔بے شک ایمان والے تو وہ لوگ ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کا ذکر ہوتا ہے تو ان کے قلوب ڈر جاتے ہیں اور جب اللہ کی آیتیں ان کے سامنے پڑھی جاتی ہیں تو ان کے ایمان کو اور زیادہ کر دیتی الآیہ (۸-۲) ہیں ۔
یعنے ایمان بڑھتا گھٹتا ہے ۔اس کے علاوہ مجتھدین کی ایک جماعت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اھل ایمان میں سے جو لوگ گناہ کبیرہ کے مرتکب ہیں وہ لوگ دوزخ میں ہمیشہ نہیں رہیں گے یعنی جھنم سے نکلنے کا تعین اجماعی ہے لیکن حضرت میراںؑ نے مذکورہ قیاس کے برعکس آیت قرآنی سے حکم کیا کہ ہاں، وہ شخص جو برا عمل کرتا ہے اور اس کو اسکی خطا اور احاطہ کرے سو ایسے لوگ اہل دوزخ ہوتے ہیں (اور) وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے ۔
اور دوسری آیت ہے کہ اور جو شخص کسی اہل ایمان کو قصداً قتل کر ڈالے تو اس کی سزا جھنم میں ہمیشہ رہنا ہے اور اس پر اللہ کا غضب ہوگا اور اس پر لعنت ہوگی اور اس کے لئے بڑا عذاب مقرر ہے ۔یعنی جو کوئی اہل کلمہ میں سے خواہ وہ وعدہ کئے گئے اہل انکار ہوں یا حد سے باہر ہونے والے اشرار وہ تو دوڑ پڑے صفت قہار کی جانب، کہ نہیں نکلیں گے وہ آگ سے ۔ومن کسب اور ومن یقتل میں (جو لفظ "من" آیا ہے) ان دونوں من کا بیان مطلق فرمایا اس لئے کہ مہدیؑ کے حق میں رسول اکرمؐ نے فرمایا کہ بیشک وہ میرے قدم بقدم چلے گا اور خطا نہ کرے گا مجتھدین اکرام نے تو نہایت راست گوئی سے کام لی کر یخطی و یصیب (کبھی غلطی کرے گا اور کبھی صواب پر ہوگا) کا اپنی جانب اشارہ کیا ہے اے منصف مزاج انصاف کی نگاہ سے دیکھ لے کہ حضرت امامؑ کا

و سلطنت ندارد و نیز نبوت باظہار احکام باشوکت تمام تعلق بقربت باطنی است چنانکہ گفتہ شدہ است
کہ حق تعالی جوہرے آفریدہ بادو ء رو نے یکے اخذ از حق تعالی و دیگر رسانیدن خلق را پس بداں مانند
مذکور ظہور دارد وچوں علم ماہتاب نبوت از شب دین رسولاں باصبح محمد فرورفت و علم آفتاب
ولایت در عرصہ ء غربت روے برآورد چنانکہ پیغمبر مافرمود کہ سیعود الدین کمابداء بعد آں کلمہ وآں
آیات قرآن کہ درحال غربت ظہور و مرد رالامر برآں بود. باز صاحب الزماں آں رابسر تازہ نمود وآں احکام
کہ عمل برآں رفتہ بود باز برآں عمل پیوست و دین رابنوع اعلی بربست وآں مہدی الموعود وآں کاشف
اسرار کشود بر خاص و عام بر سبیل پیغمبراں دعوت نمود۔ **من صدق المهدی دخل فی حیز الایمان**
ومن انکر دخل فی حیز الکفر کجابر بن ابو عبداللہ روایت کردہ است **فمن اطاعہ اطاع اللہ ومن عصاہ**
عصی اللہ اخراج الامام ابو عبداللہ النعیم فی کتاب الفتن ۔ چنانچہ قولہ تعالیٰ اطیعوا اللہ واطیعوا
الرسول اے عزیز سنت الہی بریں جاریست کہ خداتعالی ہرکراخلیفہ سازد بموافق زمانہ اورا حکمت
دہد کہ احکام گذشتہ رابصلاح آرد کایصلح امر الخلافۃ۔ بعد آں امر ولایت کہ تعلق احکام ولایت بہ اول
کلمہ لا الہ الا اللہ کہ درحال غربت برآں حکم ایمان مقرر کردہ بود وآں کلمہ و بعضے آیات مذکورہ راباز
قوام نمود ۔ حق تعالی آں ظہور آفریداست۔ و من بعد ھذا ہر مصدق کہ اورا تصدیق کردہ نخستین بکلمہ ء لا
الہ الا اللہ بذکر خفی تلقین شدہ بعد در دائرہ مسلمانی پائے برد۔ پس اے خواجہ ایں جانبظر انصاف نظر
کیند کہ ہر گاہ کہ درتصدیق کردن اول کلمہ گو بودند اما حکمت احکم الحاکمین آں بود کہ احکامی کہ در
وقت غربت تعلق بہ ولایت بود آں رابسر تازہ کردن آمدنی است تاناچار بکلمہ آں وقت بذکر خفی نسبت کرد
و در حلقہ مسلمانی آورد۔ و نیز کلمہ مذکور راچنداں تاکید نمود کہ خود رانفی کیند و اللہ راظاہر بہ بنیید تا
خاص اخص مومناں باشید یعنے ماوشما در زیر ایں حدیث موتو اقبل ان تموتو تو اصداق آئید پس بر ہیچ کس
خلاف المذکور حکم ایمان نکردہ است چنانکہ حکم ایمان اول ابتداء گشتہ بود باز بہماں حال ظہور
پیوست بعد ھذہ المذکور اگر بانصاف نظر کنی تانہ گفتہ شود کہ مہدی صاحب کلمہ نیست چراکہ بہ ولایت
محمدی ظہور است تاناچار ابتداء از انتہانمودہ است فافہم جدا۔ و دیگر آنکہ اگر تمسک دریں باشد کہ
مہدی علامت نبوت ندارند و نیز صاحب وحی نیستند۔ تا واضح و لایح گردد و کما قال **الولایت افضل من**
النبوۃ ۔ وظہر من ذلک ہما مقامات لہ یعنے مظہر النبوۃ و مظہر الولایت فختم النبوۃ علی زمانہا مع
علامتہ الخاتم علی کتف نبینا محمد بصحتہ النبوۃ وکذا فختم الولایت علی عصر ہامع علامتہ الخاتم
علی کتف المہدی رضوان اللہ علیہ بصجت الولایت وہما واحدان فی الحقیقۃ لا یشارک فی رتبتہما
احد من الناس پس ہمہ کس راناچار واسطہ ء اوست چہ از خیل انبیاء و چہ از خیل اولیاء و چہ از جملہ
مومناں۔ اے عزیز برتو فضل نبوت و ولایت باید کہ معلوم گردد۔ چونکہ حق تعالی اول قلم را آفرید و بعدہ

تورات

نزول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے مرتبہ اور رتبے میں برابر ہے حدیث شریف میں وارد ہے کہ میری امت کیونکر ہلاک ہوگی جس کی میں ابتدا، میں ہوں اور عیسیٰ اس کے آخر میں اور مھدی جو میرے اھل بیت سے ہیں اس کے درمیان میں ہونگے جبکہ امت کے لئے تین کے تین ایسے حاکم موجود ہونگے تو پھر کیوں نہ وہ خیرامت کے فضل و شرف سے مشرف ہوگی اور اسی خیرامت میں سے مھدی موعود ہوں گے (آپ نے) خدا کے حکم سے امت کے لئے دین کی اساس و بنیاد از سر نو ڈالی جس طرح ہمارے پیغمبر نے فرمایا تھا کہ وہ آخر زمانے میں دین کو قائم کرے گا جیسا کہ میں نے ابتدا، اسلام میں قائم کیا تھا۔ حضرت امام مھدی کی نقل مبارک بھی ہے کہ (آپ نے فرمایا) ہر حکم جو میں بیان کرتا ہوں (وہ منجانب خدا ہے اور خدا کے حکم کے بنا، پر ہے کوئی شخص جو بندے کے ان احکام کے بیان سے ایک حرف کا بھی انکار کرے گا تو اس کا اللہ تعالیٰ کے پاس مواخذہ ہوگا اب اس کے باوجود بھی ہر وہ صاحب تصدیق جس نے شرط تصدیق کے باوصف آپ کے حکم و احکام کے بارے میں زبانی اقرار اور تصدیق قلبی کو قائم و استوار رکھا وہ مذکورہ وعید کا مستحق ٹھرا البتہ وہ شخص جو بطن مادر ہی میں مسعود و مبارک ٹھیرا وہ آپ کے حکم کو (دنیا میں) خوشی خوشی بجالا کر مذکورہ وعدہ میں شامل ہوا، اور اس وعدہ میں داخل ہوا جیسا کہ اللہ پاک کا ارشاد عالی ہے بے شک وہ لوگ جو لیمان لائے اور اچھے کام کئے اور دل سے اپنے رب کی طرف جھکے اہل جنت ہیں اور وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

اے عزیز دین کے اصول اصل میں سات باتیں ہیں جن کا بیان اوپر درج ہوا۔ (اب یہ دیکھ کہ) دنیا میں کوئی بھی پیغمبر ان اصولوں کے خلاف نہیں آیا۔ انہوں نے بعض اعمال و احکام میں تھوڑی سی تبدیلی تو کی لیکن اس کے ساتھ قیام دین کی بنیاد قدیم اصول پر ہی رکھی اور اس قوم کو جو اصول دین سے بالکل برگشتہ ہو گئی تھی دوبارہ اصول سے مربوط و منسلک کر دیا۔ حضرت امامؑ کا ظہور ایسے زمانے میں ہوا جیسا کہ آپ کی نقل مبارک میں وارد ہے فرمایا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا حکم ہوتا ہے کہ اے سید محمد امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر دعوے کا اظہار کر کیونکہ ان لوگوں نے دین کو برخاست کر دیا ہے اور رسم و عادت کو رواج دیا ہے، دین باقی نہیں رہا ہے مگر مجذوبوں میں مھدیؑ نے اللہ تعالیٰ کے حکم و امر سے عملیات و اعتقادیات کے باب میں چند احکام اور قرآن میں آیات کے ناسخ و منسوخ ہونے کی وضاحت فرمائی یعنی ناسخ کا بیان فرمایا اور آپ کی زبان حقیقت ترجمان سے قرآن کی کسی آیت کے منسوخ ہونے کا بیان سننے میں نہ آیا۔

و (نیز قرآن میں) جملہ معترضہ اور استثنا، منقطع اور حرف زائد اور معنی کی تاویل کو جائز نہ رکھا۔ آپ کی ذات والا صفات کے معجزوں میں سے یہ چند معجزے ہیں جن کو (مکمل طور پر) ضبط تحریر میں لانا باعث طوالت ہے۔ پس اے منصف انصاف سے دیکھ کہ ایسی ذات کے بارے میں جو صاحب فرمان اور صاحب معنی قرآن ہے کس طرح کہا جاسکتا ہے کہ وہ صاحب قرآن نہیں ہے۔

ہمہ اشیاء را بامر کن ظاہر گردانید وندء کردانی **جاعل فی الارض خلیفتہ** (۲ ـ ۳۰) واں ہر آفرینش خرد و بزرگ بتشریف مذکور بر خود گمان نہاد و آرزو نمود اما خاک خود را از ہمہ عاجز و قاصر پندا شتہ برخود ہیچ گمان نیرد بتشریف خلق آدم علی صورت الرحمن خودرا در پر نور دیدو بہر آں عاجزی تاج خلافت و نبوت بر سر کردہ و ابلیس آتشی از صفت ہستی اناخیر منہ در حفیض دوزخ تا ابد ماندو خدا نے تعالی چونکہ قلم را آفرید برنوشتن نیک کردار ہانے آدمیاں مامور گردانیدہ و ہم چنیں ہم قرین کردار ہانے بدعذاب اتصال در تحریر فرمود چونکہ بیشتر بر امت محمد در کار تحریر دست نہاد و تحریر نمود و چونکہ ہمہ گناہان امتاں ماقبل مشاہدہ کردکہ او را بو دہا ز ہمہ دریں امت معانئہ کردو دست حیرت فکرت بریں برداشتہ کہ بر امتان پیغمبراں بنوع از انواع گناہاں آں ہم قرین عذاب اتصال مقرر شد پس بر امت محمدؐ چہ انواع عذاب نوشتن مامور خواہم شد ہمدراں حال مامور گشت کہ امت محمد مذنب و رب المحمدؐ غفور ـ و ایں خاصہ محمد علیہ السلام است کہ بر امت او چنیں انعام و عذاب اتصال برو حرام کقولہ تعالی **وماکان اللہ لیعذبھم وانت فیھم وماکان اللہ معذبھم وھم یستغفرون** (۸ ـ ۳۳) و دراں حال خدا نے تعالی بر قول کافراں بزرگئی حبیب خود روشن گردانیدہ **و قولہ تعالیٰ واذ قالوا اللھم ان کان ھذا ھوالحق من عندک فامطر علینا حجارۃ من السماء او ائتنا بعذاب الیم** (۸ ـ ۳۳) چنیں بر اقوال کافراں شرف و مرتبہ خاتم ظاہر گردانید ـ دیگر آنکہ **کقولہ علیہ السلام کنت نبیا ـ و آدم بین الماء والطین** ـ و نیز نقل است کہ **کل نبی من لدن آدم الی آخر النبی مامنھم احد یاخذ الامن مشکوۃ خاتم النبین وان تاخر وجود طینہ فانہ وغیرہ من الانبیاء ماکان نبیا الاحین بعث** ـ و چوں اے عزیز خدا نے تعالی ہر پیغمبرے راکہ نبوت دردہ است بعدتحصیل شرایط الولایت اما چونکہ بدیں شرط مذکور ثابت است کہ نبوت پیغمبر مابر نبوت ہمہ پیغمبراں بمرتبہ بالاتر است چراکہ ہریک را ازیں مظہر نمو داریست چنانکہ او را در مظہر خود است ـ و دیگر واضح گردد کہ انچہ سلطنت ظاہری و شوکت باھری بمانند مذکور تعلق نبوت دارد ـ اما ولایت کہ قرب باطنی است چنانچہ **قال الامام حجۃ الاسلام محمد غزالی الولایت افضل من النبوۃ** اے **ولایت النبی افضل من النبوت النبی بخمسۃ وجوہ اولھا الولایت صفت الخالق والنبوۃ صفۃ المخلوق وثانیھا اشتغال الولایت الی الحق و اشتغال النبوۃ الی الخلق یلزم بھذا التقرین ان الولایۃ افضل من النبوۃ والثالث ان الولایۃ امر باطنی والنبوۃ امر ظاھری ـ والرابع الولایۃ خاصۃ والخاصۃ مقدمۃ علی العامۃ والنبوۃ عامۃ ـ والخامس ان الولایۃ لا انتھاء لھا والنبوۃ انتھاء لھا کما قال النبی لا نبی من بعدی** ـ پس آں قرب باطنی کہ آنجانگنجد من و ماے وآں صفت الہی است وآں مخزن باری وآں معدن سر اسرار لایزالی وآں باطن محمد النبی وآں خاتم المہدی آخر الزمان وآں وارث نبی الرحمان وآں صاحب معانی القرآن وآں کاشف سر اسرار جان محمد وآں مظہر حقایق از سینہ

دوسری بات یہ ہے کہ ہمارے نبی کا ظہور عرب میں ہوا اور مشرق و مغرب میں ان کی دعوت کا نور پھیلا، لیکن چونکہ عرب کو اشد الکفار فرمایا اور منکران توحید کو توحید کا اقرار کرنے پر بشارت دی اور وہ بشارت یہ ہیکہ جس نے لا الہ اللہ کہا وہ داخل جنت ہوا لہذا بیان مذکورہ کا مقصد یہ بتاتا ہے کہ دین اپنے آغاز میں ایسی کسمپرسی میں تھا کہ لا الہ الا اللہ کا کلمہ پڑھ دینے ہی پر لمان کا حکم تھا جیسا کہ حضور کا ارشاد مبارک ہے کہ دین کا غربت میں آغاز ہوا اور قریب ہے کہ دین لوٹ آئے اپنی ابتداء کی طرف پس کیا ہی خوشی ہے غریبوں کے لئے سیعود الدین سے مراد دین کا انجام غربت ہے اور اس غربت کو ظہور مہدیؑ کے زمانے پر موقوف رکھا ہے ۔اے عزیز مذکورہ حدیث میں بنظر غائر دیکھ کہ زبان حقائق بیان سے آپ کے ہر قول میں کیا باریکی ہے، اور اس کے ہر سر میں کیا حکم ہے اور ہر کام میں کیا اشارہ پنہاں ہے آپ کے ہر بیان میں بہت سے پہلو ہیں ۔یہی وجہ ہے کہ ہر شخص اس کو اپنے مدعا کی تائید میں لاتا ہے ۔لیکن جمہور کے لحاظ سے زیادہ معقول و مناسب توجیہ ہی صاف سیدھی شرط اور قدیم دستور کے موافق ہے جس سے تحریر و تقریر، اور بیان میں مضبوطی آئے تاکہ ہوش منداس سے آگاہ ہوں اور بطیبب خاطر اس کا مطالعہ کریں ۔پس انصاف کی نگاہ سے غور کر کہ دین کی ابتداء کے وقت جب وہ اپنی غربت کی حالت میں تھا کلمہ مذکور کے ذریعہ اقرار توحید کرنے پر نجات کی بشارت دی گئی تھی ۔آیت قرآن سے بھی ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے میں تمہارے پروردگار پر لمان لاچکا ہوں پس تم سن لو ارشاد ہوا کہ جا جنت میں داخل ہو ۔اے عزیز (اسلام کے لئے) ناموافق حالت میں کفار کا غلبہ اس قدر شدید تھا کہ توحید کا اظہار و اقرار ہی شربت شہادت نوش کرنے کے لئے بہت کافی تھا ۔جیسا کہ بعض پیغمبروں نے نوش کیا تھا مثلاً ذکریا و یحییٰؑ ۔نیز حبیب خار کی روایت کے مطابق جو تفاسیر میں آئی ہے وہ زمانہ کچھ ایسا (مشکلات سے گھیرا ہوا) تھا کہ جس نے اپنی جان سے ہاتھ دھوکر سر کو آستانہ بنالیا اور تمام دنیاوی علایق سے علیحدہ ہو رہا بس وہی شخص خلعت لمان سے سرفراز ہوا، لیکن شرط کامل، اور حکم محکم وہ ہے جو خواجہ عبداللہ انصاریؒ نے بیان کیا ہے یعنی توحید وہ ہے کہ تو اس کو یگانہ جانے اور توحید یہ ہے کہ سب سے یکسو اور اکیلا ہو رہے پس ہر کلمہ جو مقام نبوت میں تھا ابتداًاسکی صورت حال غربت میں نمایان ہوئی اور اس کا مقصد و مدعا ظہور ولایت کے زمانے میں تکمیل کو پہنچا اس لئے کہ ظہور نبوت کے وقت موافق حکم (آیت کریمہ) اس نے اپنی سوئی نکالی، پھر اس نے اس کو قوی کیا (الفتح ـ ۲۹) پھر وہ اور موٹی ہوئی پھر اپنے تنے پر سیدھی کھڑی ہو گئی کہ کسانوں کو بھلی معلوم ہونے لگی ۔ ظاہر ہوئی لھذا اس کا حکم بھی مذکورہ حکم کی مانند ٹھیرا جیسا کہ اللہ پاک کا فرمان ہے، اور (بلا پس و پیش) تم لڑو اللہ کی راہ میں ان لوگوں کے ساتھ جو تم سے لڑنے لگیں اور تم (از خود) حد سے نہ نکلو بے شک اللہ تعالیٰ حد سے باہر ہونے والوں کو پسند نہیں کرتا

وہ احکام جو (اسلام کی) حالت غربت میں (نازل ہوئے) تھے جیسا کہ لکم دینکم اور لا اکراہ فی الدین ۔وہ اپنے زمانے کے سبب اپنے حال پر (قائم) رہے ۔یہی صورت من قال لا الہ الا اللہ دخل الجنۃ کی روایت کی بھی ہے جو اسی کے مانند ہے پس اے عزیز اگرچہ

محمد صلی اللہ علیہ وسلم وآں خلاصہ موجودات بنام محمدؐ وآں مظہر واجب الوجود عین محمد وآں مظہر حقیقی در مظہر محمدؐ وآں مہدیؑ ہادی خاص باطن محمدؐ کما قال صاحب النصوص شارح الفصوص فی قوله الرسل کلهم یاخذون العلم من خاتم الرسل و خاتم الرسل یاخذ من باطنه من حیث انه خاتم الولایات و ایضا قال هو افضل من بعض الانبیاء ویعدل نبینا ۔ اخرجها الحافظ ابو عبدالله نعیم بن حماد فی کتاب الفتن و نیز نقل امام مہدی علیہ السلام است کہ انچہ محمدؐ را داد بمن دادند قبل محمد کسے ۔ اداد ونہ پس بندہ کسے را دادہ شود کما ذکر فی الفصوص الختم ختمان ختم ۔ یختم الله به ولایت المقیدة المحمدیة و هو المهدیؑ و ختم یختم الله به الولایت و فی سیرة کما قیل المطلقة و هو عیسیٰ علیہ السلام و فی سیرة ان الله تعالیٰ ختم نبوت التشریع بمحمد کذلک یختم بالمهدی الولایة النبی فان من اولیاء من برث ابراهیم و موسیٰ و عیسیٰ فهولا یوجدون بعد هذا الختم المهدی ولا یوجد ولی من نسبته الولایت المحمدی و هذا ختم الولایت المحمدی واما ختم الولایت العامة التی لا یوجدون بعدما فهو عیسیٰ علیه السلام کما قال الله تعالیٰ یوم یاتی بعض آیات ربک لاینفع نفسا ایمانها الخ (٦ ۔ ١٥٩) فان قلت اذالم ینفع ایمان الکافرین واخلاص المنافقین فافائدة نزول عیسیٰ ۔ قلنا فائدة نزوله علیه السلام ارشاد المسلمین الطالبین غیر واصلین واقلاع البدع والضلة عن المسلمین وقد نقل عن الامام المهدی ان بعث رسول الله علی الکفار یقلع الکفر ویظهر الاسلام فیکون الدین کله لله هوالذی ارسل رسوله بالهد و دین الحق لیظهره علی الدین کله الایة (٦١ ۔ ٩) ویعثنا المهدیٰ علی امة محمد علیه السلام لنکون هادیا الی الله عاملا بکتاب الله و تابعا بحبیبه محمد علیه السلام بالطریقته والحقیقته وبعث عیسیٰ علیه السلام علی قومنا مقرین و توجد فیهم بعض البدعته فید فع عیسی علیه السلام البدعته ویوصلهم مقام الجنة والمودة بل یوصل الی مقام المشاهدة والروبة ۔ وایضا فائدة نزول عیسیٰ کسر الملاهی والمزامیر و الصلیب مع امام تابع بالمهدی بحیث یوجد علیٰ ما وعد الله لیظهره علی الدین کله ۔ ایضا اذا اسلم الصبی فی وقته ای وقت عیسیٰ علیه السلام یقبل اسلامه واذاکان صبیا وقت طلوع السمش من مغربها و بعد والطلوع بلغ او ولد بعد الطلوع فبلغ واسلم فقبل توبته واسلامه ۔ فان قلت من این تقول ان اسلام الصبی فی وقت عیسیٰ مقبول وینبغی ان لا یقبل لانه قال الله تعالیٰ یوم یاتی بعض ایات ربک لاینفع نفسا ایمانها ۔ (٦ ۔ ١٥٩) فکیف یقبل قلنا المراد منه ایمان الکافر الباغ والصبی الذی لیس مکلفا فی ذلک الوقت ولا جاهدا فیقبل ۔ یا ایها المنصف خدانتعالی در آفرینیش خویش از ہمہ بہتر وفاضل تر بجز ولایت محمد خزینہ دادہ است کہ ہمہ منشاء از وست کہ بر اں دوستی و لایت بتشریف اقتدیت ملکی مشرف کردہ است کہ ہمہ و نیز پیغمبر مادر محل نبوت لانبی بعدی فرمودہ است پس ذاتے کہ از ہر تشریف ولایت مذکور مشرف شدہ باشد و بر ذاتے کہ آں ولایت تمام شدہ

ترجمہ

خلافت و رسالت کے اقرار پر ظاہر الفاظ کے اعتبار سے عمل کرنا بہت بھاری تھا لیکن رسالت و خلافت کے ثبوت کے لئے انکا اقرار توحید ہی دلیل ہے،
نیز یہ کہ تبلیغ جس کو امر خلافت سے سنوارا گیا۔وہ مراد اللہ اور اللہ کی طرف سے تعلیم پر موقوف ہے۔پس ثابت ہوا کہ ہر پیغمبر کے پہلے ولایت پہنچی پھر بعد کو ثبوت نبوت میں زور و قوت کے (استعمال کا) حکم ہوا مطلب یہ کہ ولایت غربت کے حال میں ہے جس کا تعلق ظاہری حکمرانی اور غلبہ سے نہیں مگر یہ بات بھی ہے کہ تمامتر اپنے غلبہ ظاہری اور احکام کے اظہار کے باوجود نبوت کا تعلق قربت باطنی سے بھی ہے چنانچہ کہا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک جوہر کو پیدا کیا جس کے دو جہت ہیں۔ایک جہت حق تعالیٰ سے اخذ فیض کرنا ہے اور دوسری جہت مخلوق تک (اس کے احکام) پہنچانا ہے۔ظاہر ہے کہ ان کا ظہور بھی انہیں دو جہتوں کے مطابق ہوگا۔چونکہ مہتاب نبوت کا پرچم رسولوں کے دین کی رات سے نکل کر محمد کی نبوت کے سویرے میں غائب ہوگیا اور آفتاب ولایت کا جھنڈا غربت کے میدانوں کی بلندی پر لہرایا جیسا کہ ہمارے نبیؐ نے فرمایا کہ قریب ہے کہ دین پھر لوٹ آئے گا اپنی ابتداء کی طرف کلمہ توحید کے بعد وہ آیات قرآنی جو حال غربت سے متعلق ہیں ان کے احکام کا اظہار و صدور پھر اس بات پر ٹھیرا کہ دوبارہ ان کو صاحب الزمانؑ از سر نو تازہ کریں گے اور وہ احکام جن پر عمل متروک ہوگیا تھا پھر سے عمل ہونے لگا اور دین کو نہایت اعلیٰ سطح پر پہنچایا اور وہ حضرت امام مہدی موعود (علیہ السلام) ہیں جنہوں نے ہر خاص و عام پر مخفی اسرار کے خزانے کھولدئے اور انبیاء کے طریق پر بلالحاظ سب کو دعوت الی اللہ دی اب جس نے مہدیؑ کی تصدیق کی لمان کے دائرہ میں آگیا اور جس کسی نے انکار کیا وہ کفر کی سرحد میں داخل ہوگیا۔اس ضمن میں ابو عبد اللہ نے روایت کی ہے کہ جس نے اس کا انکار کیا اس نے اللہ کا انکار کیا امام ابو عبد اللہ النعیم نے کتاب الفتن میں اس کی تخریج کی ہے۔چنانچہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا قول بھی ہے کہ اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی۔اے عزیز سنت الہی اسی طرح جاری ہے کہ اللہ تعالیٰ جس کو اپنا خلیفہ نامزد کر کے بھیجتا ہے اس کو اس زمانہ کے حالات کے مطابق حکمت عطا کرتا ہے تاکہ گذشتہ احکام کو وہ روبعمل لائے جس کی صلاح کاری امر خلافت سے وابستہ ہے۔امر ولایت جس کا تعلق احکام ولایت سے ہے اولی کلمہ لاالہ الااللہ جس کے اقرار پر حال غربت میں لمان کا حکم لگایا گیا تھا،اس کلمہ کی بعض ان آیات قرآنی کو جن کا ذکر کیا گیا دوبارہ ان کی اصلی حیثیت ہیں پیش کیا۔حق تعالیٰ نے اس کو (مہدیؑ) پیدا کر کے آشکارا کیا۔اس کے بعد ہر وہ مصدق جس نے ان کی تصدیق کی ہے ابتداء کلمہ لاالہ الااللہ کے ذریعہ ذکر خفی سے تلقین ہونے کے بعد اس نے دائرہ مسلمانی میں قدم رکھا۔اے جناب یہاں انصاف کی نگاہ سے دیکھئے کہ تصدیق کرنے والوں میں سب سے اول کلمہ گو اصحاب تھے تو احکم الحاکمین کی حکمت وہ تھی کہ وقت غربت میں جو احکام ولایت سے متعلق تھے ان کی شروع سے ابتداء کی جائے یہاں تک کہ اس وقت کے کلمہ کے مطابق ذکر خفی سے نسبت قائم کی۔اور ان کو دائرہ مسلمانی

باشد چرا بتشریف یختم اللہ بہ الدین مشرف بنا شد پس ہر تقدیر حاصل المقصود اینست کہ آنجا ظہور نبوت و اینجا ظہور ولایت و آں خاتم النبوت و این خاتم الولایت یکذات دو مظہر ظہور و ازاں کونین گشتہ است پرنور۔ و دیگر آنکہ اگر گفتہ شود کہ ہرچہ آنجا شدہ است اینجا ہم تمام باشد۔ تا در برابر این درست باشد پس جواب آنکہ این خطور از صواب بعید است چراکہ بعضے عمل ظاہر کہ ترا در نظر آمدہ است مثل معراج و طواف کعبہ۔ و دیگر ہم بدیں مانند می باشند کہ آں عمل ظاہری در محل نبوت است چنانکہ گفتہ شدہ در روایت امام حجۃ الاسلام محمد غزالی و اگر تصور دراں کنی حقیقت نبوت و ولایت معلوم خواہد شد۔ آں تشاریف مذکور از صفات ذات ستودہ صفات خارج اند کہ آنرا ظہور بمرتبہ امر در نبوت محمہ۔ است اما اعتقاد مایاں در آں ظہور یکذات یا ذات ہم صفات است و در ہر دو حال تعارض لازم نمی آید۔ چنانکہ بندگی میاں سید خوندمیر صدیق ولایت سید الشہداء در بعض الآیات فرمودہ **المہدی یکون موضع فابجمیع صفات رسول اللہ صورتاً و سعنا و یکون مظہر الاسماء الالہیتہ کلہا کما کان رسول** اللہ۔ اما دراں سوال کہ آنجا نبوت است پس اینجا در حق امامؑ چہ صورت بیان میکند پس در مذکور نبوت و ولایت جواب است فافہم جدا اندبین۔ و نیز نقل امام علیہ السلام است علمت من اللہ بلا واسطہ جدید الیوم۔ پس این دعوے روبرو عطاء معنی القرآن بجز تعلیم بشر ہمیں دلیل کافی است۔ چنانچہ نزول قرآن و وحی جبرئیلؑ است کہ بمطابقت مذکور خلاف نمی نماید و معنی بجز روبرو محصل نگر دراگر دعوے او بریں امر بنودے تاثم ان علینا بیانہ در حق او صادق نہ گشتے و نیز اگرچہ دریں خطور باشد کہ از روبرو وحی بجبرئیلؑ بمرتبہ فاضل تر است تاباید کہ نظر کند کہ در حق امام علیہ السلام حدیث وارد است کہ جبرئیلؑ مقدمتہ و میکائیلؑ ساقتہ حاصل الامر اینست کہ او راہر دو مرتبہ بنص الحدیث و النقل ثابت است چونکہ جبرئیل و میکائیلؑ میان بستہ پیش رو و پس رو مادام در خدمت آں سرور باشد معلوم شد کہ خداوند ہر دو مرتبہ است چنانکہ پیغمبرؐ مار ابو دند کہ لی مع اللہ وقت بر خود اشارت نمودہ است تا ازیں ہم معلوم کنی کہ او را ہم روبرو و جبرائیل ہر دو مرتبہ است و ہذا المذکور ثابت است کہ امر روبرو در محل نبوت متعلق و ولایت پوشیدہ بود و آں در زمان ظہور ولایت بامر خاص و عام دعوت گشت چراکہ ولایت مرتبہ ایست کہ **اشتغال الولایت الی الحق واشتغال النبوت الی الخلق**۔ **واگر میگوئی خداتعالی فرمودہ است وما کان لبشر ان یکلمہ للہ الا وحیا اومن ورآئی حجاب او یرسل رسولا فیوحی باذنہ مایشاء الایہ** (۴۲۔۵۱) از آیت مذکور معلوم گردد کہ خداتعالی روبرو و بابشر چوں کلام کند اما بنظر انصاف بینی و فہم کنی کہ خداتعالی فرمود فیوحی باذنہ مایشاء یعنے پس وحی کند خدا بحکم خویش یعنے بخوشنودی خویش ہر وجہ کہ خواہد و لفظ مایشاء از ہر سہ وحی حصر نمی شود چنانکہ از بعضے آیات قرآن معلوم می شود۔ کقولہ تعالی **فمنہم من یمشی علی بطنہ و منہم من یمشی علی رجلین و**

میں لے آئے پھر کلمہ مذکور کی بڑی تاکید فرمائی اس ہدایت کے ساتھ کہ اپنی خودی کی نفی کرو اور اللہ کو علانیہ دیکھو تاکہ خاص بلکہ خاص الخاص مومنوں میں سے ہو جاؤ یعنی ہم اور تم پر حدیث شریف موتوا قبل ان تموتوا کا صحیح اطلاق ہونے پائے۔ اس سے ہٹ کر کسی دوسرے شخص پر ایمان کا حکم نہیں لگایا ہے جیسا کہ ایمان کا حکم اولاً اسلام کی ابتداء میں ہوا تھا پھر اس کا ظہور دوبارہ اسی حالت میں پہنچ گیا۔ اس ساری گفتگو کے بعد اگر آپ انصاف سے دیکھیں تو یہ نہ کہہ سکیں گے کہ مہدیؑ صاحب کلمہ نہیں ہیں کیونکہ یہ ولایت محمدی کا ظہور ہے جس کی ابتداء بالضرور اس کی انتہا میں بھی ظاہر ہوئی ہے۔ پس اس کو اچھی طرح سمجھ لیجئے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اگر تم یہ دلیل لاتے ہو کہ مہدیؑ میں علامت نبوت نہیں ہے اور کہ مہدیؑ صاحب وحی نہیں ہیں تو یہ واضح ہونا چاہیے جیسا کہ نبی کریمؐ نے فرمایا ہے ولایت نبوت سے افضل ہے۔ اور اس کے ذریعہ سے ظہور میں آئے وہ دو مقامات یعنی مظہر نبوت اور مظہر ولایت۔ نبوت تو اپنے زمانے میں ختم ہو گئی، ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت مبارک پر علامت خاتمیت (یعنی مہر نبوت) کے ساتھ ثبوت نبوت کے لئے۔ اسی طرح علامتہ خاتمیت (مہر ولایت) حضرت مہدی رضوان اللہ علیہ کے ثبوت ولایت کے طور پر آپ کی پشت مبارک پر تھی اور یہ دونوں (عینی مظہر نبوت و مظہر ولایت) حقیقت میں ایک ہیں اور کوئی بھی شخص اولاد آدم کے مرتبہ میں سے ان میں شریک نہیں ہے۔ پس بالضرور ہر شخص کے لئے ان (مہدی) کی ذات واسطہ ہے خواہ وہ گروہ انبیاء سے ہو، خواہ طبقہ اولیا سے ہو خواہ وہ کوئی مومنین میں سے ہو۔ اے عزیز تجھے معلوم ہونا چاہئے نبوت اور ولایت کا کیا فضل ہے۔ سن رکھ کہ حق تعالیٰ نے سب سے پہلے قلم کو پیدا کر یا اور اس کے بعد امر کن سے تمام اشیا کو ظاہر فرمایا اور نداء فرمائی کہ ضرور میں بنانے والا ہوں زمین میں (اپنا) ایک نائب اس پر چھوٹی بڑی مخلوق نے خلعت مذکور کے مستحق ہونے کا اپنے آپ پر گمان کیا اور آرزو کی اور اس کے برخلاف مٹی نے اپنے آپ کو سب سے زیادہ مجبور و عاجز اور قصور وار کیا اور اس خیال میں نہ رہی کہ وہ خلعت مجھے ملیگی لیکن اس عاجزی و انکساری کی بدولت خلق آدم علی صورت الرحمن کی پوشاک سے خود کو پرنور دیکھا اور خلافت و نبوت کا تاج سر پر رکھا۔ اس کے برخلاف ابلیس نے جس کی پیدائش آگ سے ہے اپنی انانیت اور خود پرستی کی وجہ سے انا خیر منہ کہا اور دوزخ کے گڑھے میں ابد تک کے لئے پہنچ گیا۔ جب اللہ تعالیٰ نے قلم کو پیدا کیا تو اس کو لوگوں کے نیک کام لکھنے پر مقرر فرمایا اور اسی طرح ان کے برے کاموں پر عذاب دائمی درج کیا۔ پھر امت محمدیہ کے اعمال تحریر کرنے کے لئے ہاتھ بڑھایا اور ضبط تحریر میں لایا۔ پچھلی امتوں کے جو گناہ تھے ان پر نگاہ ڈالی اور پھر جب اس امت کے گناہوں کو دیکھا کہ وہ بہت زیادہ ہیں تو حیرت و استعجاب سے ہاتھ روک لیا۔ اس لئے پچھلے پیغمبروں کی امتوں کے انواع گناہ میں سے ایک نوع پر دائمی عذاب مقرر ہوا تھا پھر اب میں امت محمد میں کس نوع کا عذاب لکھنے پر مامور ہوں تو ایسی وقت حکم ہوا کہ امت محمد گناہگار ہے اور محمد کا پروردگار بخشنے والا ہے مہربان ہے یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا خاصہ ہے کہ آپ کی امت پر ایسا

منهم من یمشی علی اربع یخلق الله مایشاء الایة (۲۴ ـ ۴۵) و دیگر کقوله تعالیٰ اولی اجحة مثنیٰ وثلث وربع یزید فی الخلق مایشاء ان الله علی کل شئی قدیر (۳۵ ـ ۱) پس از آیات مذکور ثبات شود کہ لفظ مایشاء بر شمار حصر نکند واگر نہ بر خدانتعالی عجز صادق آید نعوذ بالله منها ـ و دیگر آنکہ خدانتعالی فرموده است ماکان لبشر ـ یعنی نیست سزاوار مر بشر راکہ خدانتعالی باو اکلام کند ـ پس چونکہ از صفت بشریت پاک و پاکتر ولطیف و لطیف تر کرده ناسزاوار باشد کہ خدانتعالی بے پرده کلام کند باو یعنے جز وحی ـ کہ دعوی مهدی الموعود است علمت من الله بلا واسطہ جدید الیوم ـ ونبی علیہ السلام فرمودند لی مع الله وقت لا یسعنی فیہ ملک مقرب و لا نبی مرسل ـ و چرا نہ کلام کند خدانتعالی کہ ایشان خاص مظہر اندبامرتبہ خاتم کہ براو صفتہا نے بشریت قادر نہ بود بمرتبہء ولایت کہ ولایت اصل باطن است وچنانکہ نقل امام علیہ السلام کہ صفت آب غرق کردن است و صفت آتش سوختن است و صفت شمشیر بریدن است امابر مهدی قادر نہ شود ـ و نیز چونکہ در حال جذبہ امامؑ دوازده سال شانزده سیر غلہ برائے آش خرچ نمود آں ہم نخوردی بلکہ از آمدن بوے آں منع نمودے وازیں عالم بآں عالم گشتے و نیز دروازده سال بر ذات عالی صفات جامہ بر بدن ہیچ گہ کم و زیاده نشده بود و یکروز ہیچ فرض من المفروض نہ رفتہ و معجزه دیگر آنکہ بول و غایط کسے ندیده و سرور آستانہ نبود و از ہمہ انبوه مردم بر ہمہ بالا نمودی ـ و دیگر ماروی فی المسلم ابن المسعود انه قال رسول الله مامنکم من احد الا وقد وکل به قرینه من الجن قال وایاک یارسول الله قال وایای الا ان الله اعاننی علیه فاسلم فلا یامرنی الا بخیر ہکذا خبر المهدی الموعود ان شیطانی السم عندی کما ذکر ابن الحمید

فی ترجیع الشعیر

شد مسلمان ہر دو راہمزاد ماند ہمزاد ایں و آں کافر

و دیگر نقل امام کہ ماہر دو از جملہء مشرکاں نینم و دیگر آنکہ ہمہ انبیا و اولیاء را در مرتبہ سیر و سلوک غایت است اما و آں ہر دو خاتم در تحصیل ذات لاتعین نہایت نسیت ـ و دیگر ہمہ انبیا و اولیاء در مسلمانی بمرتبہء خود معین اند و ایشاں سرتاپا مسلمان اند ـ ہمچنیں در توکل تمام ـ فان قیل خدانتعالی فرموده است قل انما انا بشر مثلکم اللیة (۸ ـ ۱۱۰) پس شما از صفت بشر خارج چوں می گوئید پس در اینجا تعارض لازم آید کیف یحصل الیقین یقال لوکان کذلک اما صورتاً بر مثل بشر اند اما معنا بصفت بشر خارج اند کقوله انا احمد بلا میم وقال المهدی بنده زادنہ زاده شد و نیز خدانتعالی فرموده است ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول الله و خاتم النبین اللیة (۳۳ ـ ۴۰) پس خدانتعالی احکم الحاکمین است کار بحکمت میکند کہ خلقت او بریں نوع ظہور نمود کہ ناچار خلق برو میل کنند و دہشت نہ پذیرند کقوله تعالیٰ وقالوا لولا انزل علیه ملک ولو انزلنا ملکا لقضی الامر ثم لاینظرون ـ ولو جعلنه

انعام ہوا، اور دائمی عذاب اس پر حرام ہو گیا چنانچہ ارشاد تعالیٰ ہے اور اللہ نہیں ہے ایسا کہ ان کو عذاب دے جبکہ آپ ان میں موجود ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کو عذاب نہ دیں گے اس حالت میں کہ وہ استغفار کرتے رہتے ہیں۔

اور اسی حال میں اللہ تعالیٰ نے کافروں کے قول کے علی الرغم اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بزرگی آشکار فرمائی۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اور جس وقت ان لوگوں نے کہا کہ اے اللہ اگر یہہ (قرآن) آپ کی طرف سے حق ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسایئے۔ یا ہم پر کوئی دردناک عذاب نازل کیجئے۔ اس طرح کافروں کی باتوں کے برخلاف خاتم کا شرف اور مرتبہ ظاہر فرمایا۔ دوسری بات یہ کہ نبی کریمؐ کا ارشاد ہے کہ میں نبی تھا جبکہ آدمؑ ابھی پانی اور مٹی کے درمیان تھے، اس کے علاوہ نقل مبارک میں ہے کہ ہر نبی آدمؑ سے لیکر نبی آخرالزمان تک جو کوئی بھی گزرا ہے مشکوٰۃ خاتم النبیین سے اخذ فیض کرتا ہے اگرچہ آپ کے جسد عنصری کا وجود موخر ہو لیکن در حقیقت پہلے سے آپ موجود تھے اور آپ کے سواجتنے بھی نبی ہوئے ہیں وہ اسی وقت سے نبی ہوئے ہیں جبکہ ان کی بعثت ہوئی اے عزیز جبکہ اللہ تعالیٰ نے ہر پیغمبر کو شرائط ولایت کی تحصیل کے بعد ہی نبوت عطا فرمائی ہے تو اس طرح ثابت ہے کہ ہمارے پیغمبر کی نبوت دوسرے تمام پیغمبروں کی نبوت سے بدرجہا بالاتر ہے اسی لئے کہ ہر ایک نبی کا ظہور ایسی مظہر سے ہے اور آپ کا مظہر آپ خود ہی ہیں۔ یہ بھی واضح ہو جانا چاہئے کہ ظاہری سلطنت و شوکت، نبوت سے تعلق رکھتی ہے لیکن ولایت کا تعلق صرف قرب باطنی سے ہے چنانچہ امام حجتہ الاسلام محمد غزالی رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ نبوت سے ولایت افضل ہے مطلب یہ کہ نبی کی ولایت نبی کی نبوت پر پانچ وجوہ کی بنا پر فضیلت رکھتی ہے اول یہ کہ ولایت، صفت خالق ہے، اور نبوت صفت مخلوق ہے۔ دوم یہ کہ ولایت حق کی جانب مشغول ہونا ہے اور نبوت کی مشغولیت مخلوق کی جانب سے ہے جو اس بات کو لازم ہے کہ ولایت نبوت سے افضل ہے سوم یہ کہ ولایت امر باطنی ہے اور نبوت امر ظاہری ہے، چہارم یہ کہ ولایت خاص ہے اور ظاہر ہے کہ خاص کو عام پر تقدیم حاصل ہے جبکہ نبوت عام ہے پنجم یہ کہ ولایت کی کوئی حد وانتہا نہیں ہے اور نبوت کے لئے حد وانتہا ہے جیسا کہ آنحضرتؐ کا ارشاد ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ پس وہ قرب باطنی (یعنی ولایت) کہ جہاں من وما کی سمائی نہیں ہے وہ صفت الٰہی ہے اور وہ مخزن باری اور وہ اسرار لایزالی کے سر کا معدن، اور وہ محمد النبی کا باطن اور وہ آخر زمانہ کا خاتم مہدیؑ اور وہ وارث نبی الرحمن اور وہ صاحب معنی قرآن اور وہ اسرار جان محمد کے راز کھولنے والا اور وہ سینہ محمد کے حقائق کا مظہر اور وہ خلاصہ موجودات بنام محمد اور وہ واجب الوجود کا مظہر عین محمد اور حقیقی ظاہر کیا ہوا مظہر محمد ہیں اور وہ محمد کا خاص باطن مہدی ہادی ہے۔ جیسا کہ صاحب النصوص شارح خصوص الحکم نے بیان کیا ہے کہ تمام پیغمبر خاتم الرسل سے علم اخذ کرتے ہیں اور خاتم الرسل اپنے باطن سے اخذ علم کرتے ہیں اس وجہ سے کہ وہ (باطن محمد) خاتم الولایت ہے۔ اسی طرح یہ بھی کہا ہے کہ وہ (خاتم الولایت) بعض انبیاء سے افضل ہے اور ہمارے نبی کے برابر ہے۔ حافظ ابو

ملکا لجعلنه ـ رجلا و للبسنا علیهم مایلبسون ـ (٦ ـ ٩) پس از ہمہ مذکور ثابت گشت کہ محمدین بلباس میم بصورت بشر اند اما از صفات بشر پاک و پاک تر اند ـ و ہمیں مانند مذکور در بیان نبوت و ولایت در بالا مذکور صادر است و نیز چنانچہ در مقصد الاقصی گفتہ است ـ یک جوہر دو روے دار دپس حقیقت داں یا اولی الالباب محمد مصطفیٰ و مهدی المجتبیٰ فی الذات من کل الوجوہ یک نو راند کہ وحدتش منشیٔ از وست باتجلی اول باسم اختر است کہ حقیقت محمد ہم اوست اما وحدتش کہ نام عنیت است و غیریت و اسم و لغت و اولیت و آخریت مختفی بود شاہد خلوت خانہء غیب ہویت خواست کہ خود را بر خود جلوہ دہد اول جلوہ کرد بصفت وحدت کہ اصل جمیع قابلیات است و او را بطون و ظہور مساوی بود باعتبار آنکہ قابل بطون و ظہور نیز بود ـ احدیت و واحدیت را مظہر آمدچہ احدیت و واحدیت منشی اند ظاہر نمی شوند الا بہ نسبتے کہ رابطہ باشد بینہما و آں نسبت وحدتست پس احدیت و واحدیت از وحدت منشی شدند کہ وحدت حکم وسط دار دبین الاعتبارین پس باوجود آنکہ عین طرفین خود است اول تجلی کہ احدیت گشت حد فاصل اشارت از وست و برزخ جامع اوست و حقیقت محمدی خود اوست ابو الار واح خطاب بدوست و آں برزخ جامع کہ میدان تجلی ثانی کہ واحدیت نام است دراں رخ نمود بخطاب ابو الاجساد دران برزخ واحدیت فرشتگان را سجدہ کنانید پس کل انبیاء و اولیاء تفاصیل ازاں برزخ جامع اندکہ دراں مندمج و مندرج بودند ع مصباح نبیانست ز مشکات ولایت ـ اشارت بروست ای الرسل کلهم یاخذون العلم من خاتم الرسل و خاتم الرسل یاخذ من باطنه یعنے ہر یکے پیغمبر باحدیت اخذ دارد کہ آں نور محمد است کما قال الجوہر الاول روحی و محمدؐ را اخذ از باطن خود است کہ آں باطن را نام ولایت است چنانکہ فی حاشیتہ الفصوص و ہو قوله اذا ظهر باطنه فی صورة خاتم الاولیاء یدل ان سیر و سلوک علیه السلام الی الله تعالیٰ و رویة ذات و صفات له التمام فی المهدیؑ فی غیر من سائر الاولیا پس ازیں مذکور مراد معلوم شد کہ تجلی اول کہ احدیت گویند فهو و لالیت محمدیؐست التی ختم بالمهدیؑ ـ پس تاہنگامے کہ احدیت بوحدتش متحد بود بتجلی اول تابداں برزخ جامع ہمہ پیغمبراں اخذ باں داشتند ـ پس ہر گاہ کہ آں جوہر اوّل کہ در برقع اربعہ عناصر تجلی نمود او راخذ تجلی بتجلی خود گشت ازیں جہت گفتہ شدہ است کہ احدیت و واحدیت از وحدت منشی شدند کہ وحدت حکم وسط دار دبین الاعتبارین و احدیت کہ تجلی ثانی و تجلی صغری است کہ دراں ہمہ مظہر حق است باعتبار بکل شئیٔ محیط ـ پس آں احدیت کہ جوہر اول است تا مدتے تمام از برقعہء اربعہ عناصر بوحدت متجلی مطلق گشت لا بلکہ ہم محبؐ حق است و ہم محبوب حق است در جمع احدیت طالب و محب در مرتبہ تفصیل و کثرت پس ازاں مرتبہ تفصیل و کثرت ہمہ زمانہ از شب دین رسولاں باصبح محمدؐ مطلق گشت پس آں مطلق متحد جامع الاسماء و الصفات در مظہر آمد چنانکہ گفتہ شدہ است ـ از صبح صفی تافتہ تا عاقبت عصر ـ آں شمس ولایت ـ

عبد اللہ نعیم بن حماد نے کتاب الفتن میں اس روایت کی تخریج کی ہے نیز امام مہدی علیہ السلام کی نقل مبارک بھی ہے کہ (آپ نے فرمایا) جو کچھ محمد کو عطا کیا (حق تعالیٰ نے) مجھے بھی عنایت کیا، نہ محمد سے پہلے کسی کو عطا کیا اور نہ بندہ کے بعد کسی کو دیا جائیگا چنانچہ فصوص الحکم میں بھی مذکور ہوا ہے کہ خاتمیت دو خاتموں پر ختم ہے یعنی جس پر ولایت مقیدہ محمدیہ ختم ہے وہ مہدیؑ ہے اور جس پر اللہ تعالیٰ ولایت مطلقہ کو ختم کریگا وہ خاتم عیسیٰ علیہ السلام ہیں اور جیسا کہ آپ کی سیرت کے بارے میں کہا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بلاشبہ محمد پر نبوت تشریعی ختم ہو گئی۔ اسی طرح مہدی پر نبی کی ولایت ختم ہوئی۔

کیونکہ اولیاء اللہ میں سے ابراہیمؑ اور موسیٰ اور عیسیٰؑ کے وارث جو لوگ بھی ہوں گے وہ اس کے بعد ختم محمدی کو پائیں گے البتہ ایسے کسی ولی کو نہ پائیں گے جس کو ولایت محمدی سے نسبت حاصل ہو اور یہی ولایت محمد کی ختمیت ہے مگر ولایت عامہ جو اس کے بعد نہیں پائی جائے گی اور اس کے خاتم عیسیٰؑ ہونگے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے جس روز آپ کے رب کی بڑی نشانی آپہنچے گی کسی ایسے شخص کا ایمان اس کے کام نہ آئیگا۔

اگر آپ کا کہنا یہ ہے کہ جب کافروں کا ایمان اور منافقین کا اخلاص ان کے لئے فائدہ مند نہیں ہے تو پھر نزول عیسیٰؑ کا کیا فائدہ ہے تو ہم یہ کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ کے نزول کا فائدہ یہ ہے کہ وہ ان مسلمانوں کو جو غیر واصل طالبان خدا ہیں کو رشد و ہدایت سے بہرہ یاب کریں گے اور اہل اسلام میں سے بدعت و گمراہی کا قلع قمع کریں گے۔ امام مہدی علیہ السلام سے بھی روایت کی گئی ہے کہ فرمایا رسول اللہؐ مبعوث ہوئے تاکہ کفار سے کفر کا قلع قمع کریں اور اسلام کو آشکار اکریں تاکہ دین تمام تر اللہ کے لئے ہو جائے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے وہ ایسا ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت کے ساتھ دین حق دیکر بھیجا تاکہ اس کو (دوسرے) تمام دینوں پر غالب کر دے۔ اور ہمنے امت محمد علیہ السلام میں مہدیؑ کو مبعوث کیا تاکہ آپ لوگوں کو اللہ کی طرف ہدایت کرنے والے، کتاب اللہ پر عمل کرنے والے اور اس کے حبیب محمد علیہ السلام کے تابع ہوں گے طریقت میں بھی اور حقیقت میں بھی۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہماری قوم پر جو (امامنا کی) مھدیت کا اقرار کرنے والی ہوگی مبعوث ہوں گے بعض وہ بدعتیں جو مصدقین مھدیؑ میں رواج پا جائیں گی حضرت عیسیٰ ان تمام بدعتوں کو دور فرمائیں گے اور ان کو مقام محبت و مودت سے واصل کریں گے بلکہ مقام شاہدہ و روایات باری سے مشرف کرائیں گے اس کے علاوہ حضرت عیسیٰ کے نزول کا فائدہ یہ بھی ہے کہ آپ لہو لعب کو موقوف کرنے کے علاوہ آلات سرود اور صلیب کو جہاں کہیں پائیں گے تڑوا دینگے اس رہنما کو ساتھ لیکر جو حضرت مھدیؑ کا متبع ہوگا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے لیظھرہ علی الدین کلہ۔ اسی طرح جب کوئی لڑکا آپ کے یعنی عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں اسلام لائے تو اس کا اسلام قبول ہوگا اور اگر کوئی لڑکا سمت مغرب سے آفتاب طلوع ہوتے وقت یا طلوع ہونے کے بعد آپ کے پاس پہنچا یا کوئی لڑکا طلوع آفتاب کے بعد تولد ہوا یا آپ کی خدمت میں کسی نے پہنچ کر اسلام قبول کیا تو

تا عاقبت از شکل خود اظہار بر آمد - مہدی جہاں شد - پس بریں شکل مذکور ، ہیچ جا در ظہور یکذات در حال تابع و متبوع تعارض نہ آید وہمہ ظہور بموافقت بر مجاز نہ پردازکہ در ہر ظہور شکل دیگر نمودار است و در ہر جا سر او نہانست تا شدت اتصال بدیں صورت جسمانی و کمال اشتغال بدیں پیکر ہیولانی چناں شدہ اندکہ خود را ازاں باز نمی دارند و امتیاز نجی توانند و بدل اثر ایں خود فہمی خیال خود را در میدان حقیقت نمی دوانند یعنے بجز مجاز از لفظ ظاہری بمعنی نمی رسند تا بایں بہرہ از اعتقاد سینہ بے بہرہ شدند - تا اگر معلوم خود را در گروہ از تقلید اہل اللہ متابعت نمایند تا ہرگز از صراط مستقیم باز نمانند و در خطرات شیطانی گرفتار نگردند - یا ایہا اللبیب ایشاں فہم نمی کنندکہ تابع و متبوع شرف مقام است بایں معنی گفتہ شدہ است لا بدکہ ہم محب حق است و ہم محبوب و ہم طالب حق است و ہم مطلوب و محبوب در مقام جمع احدیت و طالب و محب در مرتبہ تفصیل و کثرت وگرنہ جوہرے است کہ دو روے دارد یعنے دو تجلی کہ بیان صادر است و نیز اگر گفتہ شود کہ بیان مذکور در حقیقت است اما در مجاز یک کردہ برابر چوں اعتقاد باید کرد تا او را باید گفت کہ در حقیقت بدلیل القطع ہیچ کس بجز ہردو ذات فائض الفیوضات در آفاق و موصوف در ہر افعال و اقوال و افعال و احوال و دو مظہر یک نور در ہمہ اخلاق باچنیں مامور بدعوی مذکور ظہور نیامدہ است و مع آنکہ کل تابع در تشریع پیغمبر ماقدم بر قدم در اشتغال مع اللہ و در دعوۃ الی اللہ بلا افراط و لا تفریط - بجز امام فی آخر الزمان علیہ الصلوۃ والسلام حق تعالی نہ آفریدہ است **کقولہ تعالیٰ قل ھذہ سبیلی ادعوا الی اللہ علی بصیرۃ انا و من اتبعنی - الایۃ** (۱۲-۱۰۸) و ایں آیت مذکور ثابت شدہ است کہ بر دعوت خلق و اشتغال مع اللہ تابع و متبوع یک حال باشد وگرنہ تعارض لازم آید در جملہ مطف اختلاف صادر آید - پس مہدی الموعود خلیفۃ المعبود - بدلیل دعوی مذکور صادق گشت کہ ہر روز یکذات اند مومناں ایمان آور دند کور دلاں نشناختند - و نیز چونکہ بعد پیغمبرؐ ہشت صد و چہل و ہفت سال دریں عالم از برقعہ شکم مادر دریں عالم بہمہ اخلاق نبیؐ بعلامت خاتم ولایت ظہور گشت و بعدہ چونکہ بر مسند محمدؐ کہ جد او بود آمدہ تا او را ہیچ گاہ در ہمہ عمر خویش حاجت بکسے نہ افتاد کہ باو تعلیم گیرد مگر ہر جا کہ حق تعالی تعلیم کرد کہ انچہ بر حبیب خود امر فرمودیم تو ہم آں را بجا آر بلکہ چند احکام کہ تعلق بولایت بود محض برائے ظہور آں احکام ذات باہر کات رفیع الدرجات را مظہر آمد و نیز چنانچہ بندگی میاں سید خوندمیر صدیق ولایت سید الشہداءؒ در بعض الایات آوردہ اند **وھو قال لو لم یبق من الدنیا الا یوم واحد لطول اللہ ذالک الیوم حتی یبعث فیہ رجلا من اھل بیتی یواطی اسمہ اسمی و کنیتہ کینتی فان قیل ما المعنی یواطی اسمہ اسمی و کنیتہ کنیتی - قلنا المھدی یکون موصوفا بجمیع صفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم صورتا و معنا یکون مظھر الاسماء الالھیتہ کما کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم** - پس از ہر مذکور و بیان او

ترجمہ

اس کی توبہ اور اسلام قبول ہوگا۔ اگر آپ یہ کہتے ہیں کہ تم کس طرح کہتے ہوں کہ کسی بچہ کا اسلام عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں قبول ہوگا بہت ممکن ہے کہ وہ مقبول نہ ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے جس روز آپ کے رب کی نشانی آپہنچ گی کسی ایسے شخص کا ایمان اس کے کام نہ آئے گا۔ پس کیونکر قبول کیا جائے گا (اس کا اسلام لانا) تو ہمارا جواب یہ ہے کہ اس سے مراد اس کافر کا ایمان ہے جو حد بلوغ کو پہنچا ہو لیکن وہ نابالغ لڑکا جو ایسے وقت میں مکلف نہ ہوا ہو مردود نہیں ٹھیرایا جائیگا بلکہ اس کا اسلام لانا قبول کیا جائے گا اے منصف ابتداء آفرینش میں اللہ تعالیٰ نے سب سے اعلیٰ و افضل ولایت محمدؐ کے سوا کوئی خزانہ عطا نہیں کیا جو تمام تر اسی کے منشاء سے ہے اور اسی ولایت کی دوستی کی بناپر افتدیت ملکی کی خلعت سے مشرف فرمایا اور یہ کہ سب پیغمبروں نے اور ہمارے پیغمبرؐ نے بھی محل نبوت میں لانبی بعدی فرمایا ہے۔ پس ایسی ذات جو مذکور ولایت کی خلعت سے مشرف ہو اور ایسی ذات جس پر ولایت تمام ہو چکی ہو کیونکر یختم اللہ بہ الدین کی خلعت سے مشرف نہ ہوگی حاصل یہ ہے کہ وہاں نبوت کا ظہور تھا اور یہاں ولایت کا ظہور ہے وہ خاتم النبوت تھے اور یہ خاتم الولایت ہیں، ذات ایک ہے اور اس کے ظہور کے دو مظہر ہیں اور اسی سے دونوں جہاں روشن و پرنور ہیں۔ اس سے قطع نظر اگر یہ کہا جائے کہ وہاں (نبوت میں) جو کچھ ہوا ہے وہ یہاں (ولایت میں بھی پورا ہونا چاہیئے تاکہ برابری کا مفہوم درست ثابت ہو تو جواب اسکا یہ ہے کہ یہ ایک بے بنیاد ذہنی خلجان ہے جو راہ صواب سے بعید ہے اس لئے کہ بعض وہ امور جو بظاہر آپ کی نظر میں جیسے واقعہ معراج اور طواف کعبہ، اور اسی کی مانند دوسرے واقعات تو یہ ایسا ظاہری عمل ہے جس کا وقوع محل نبوت میں ہے جیسا کہ امام حجتہ الاسلام محمد غزالیؒ کی روایت میں مذکور ہوا ہے اگر آپ اس باب میں غور و تفکر سے کام لیں تو معلوم ہوگا کہ مذکور خلعتیں ذات مستودہ صفات کی صفات سے خارج ہیں کیونکہ ان کا ظہور مرتبہ امر میں نبوت محمدؐ ہے لیکن ہم لوگوں کا اعتقاد یہ ہے کہ اس ظہور میں ذات مع ضعات، ایک ہی ذات ہے اور ان دو حال میں باہم کوئی تضاد لازم نہیں آتا ہے۔ حضرت بندگی میاں سید خوندمیرؒ صدیق ولایت سید الشہداء اپنے رسالہ بعض الآیات میں فرماتے ہیں کہ مہدیؑ ظاہر و باطن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام صفات سے موصوف ہیں اور تمام اسمائے الہیٰ کے مظہر ہیں جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے لیکن اس سوال کے تعلق سے کہ وہاں نبوت ہے لھذا یہاں (ولایت) امام علیہ السلام کے حق میں کیا صورت بیان کرتے ہو تو اس کا جواب نبوت و ولایت کے بیان میں آچکا ہے پس اس کو اچھی طرح ذہن نشین کیجئے کیونکہ وہ صاف اور واضح ہے پھر یہ بات بھی ہے کہ امام علیہ السلام کی نقل مبارک میں آیا ہے کہ فرمایا مجھے ہر روز کسی واسطہ کے بغیر اللہ تعالیٰ کی جانب سے علم دیا جاتا ہے پس یہ دعوی کہ تعلیم بشر کے بغیر قرآن کے معنی بالمشافہ اور روبرو عطا کئے جاتے ہیں۔ بطور دلیل بہت کافی ہے جس طرح قرآن کا نزول اور وحی جبرئیل ہے جو مطابقت پر مذکورہ دعوی کے خلاف نظر نہیں آتا ہے مگر قرآن کے معنی کا علم سوائے روبرو ہونے کے حاصل نہیں ہوتا اگر آپ کا دعوی اس امر

ثبوت یافت کہ بدیں صفات در آفاق بدلیل حقایق و المجاز متحقق و متقین گشت کہ یک ذات اندفافہم جدا - **بای علیل بعدہ یوقنون - بعدہ بیان العقاید** چند خاصہ امام باید کہ بنویسم تاکہ شنونده را و خواننده را رتبہ ذات باذات محمد علیہما الصلوۃ متجلی گردد۔

اول آنکہ قل هذہ سبیلی ادعوا الی الله علی بصیرۃ انا و من اتبعنی الخ (۱۲ ـ ۱۰۸) یعنے بگو یا محمدؐ این را ہے است راہ من یعنے راہ ولایت است (وهو باطن محمد) کہ دراں وقت سیر و سلوک اخذ بباطن محمد دارد وهو المهدی الموعود ادعوا الی الله علی بصیرۃ بخوانم سوئے خدانتعالی بر بینانی تاہم مفسراں بایں بینانی توحید می گویند و ایمان و دین مقرر دارند۔ پس اول شرط بنیانی ہمیں است کہ دراں زمانہ نبوت براں دعوت بود نیز بینانی کہ بر پیغمبر بود کہ آں خاص بزمان ظہور ولایت بر عام دعوت گشت۔ اے عزیز ہر لفظ را ظاہر و باطن است پس تمام قرآن و الفاظ بدعوت تمام گشت در زمانہ نبوت اما حقایق مانده بود پس باز امت بدعوت سزاوار گشت پس بر ایشاں بحقانق دعوت گشت بزبان تابع - انا و من اتبعنی ہر دو بخواندن خلق سوے حق یک شدند۔ اگر در زمانہ نبوت خلق بمسلمانی مجاز مستقیم نہ شدے تا در زمانہ ولایت بر ایشاں حقائق ظہور نہ گشتے چراکہ نقل امام علیہ السلام است **بعثنا علی امة محمد لیکون هادیا إلی الله و عاملا بکتاب الله و تابعا بحیبه محمد رسول الله بالطریقة والحقیقة** ایں خاصہ مہدی است کہ بر خلق دعوت کرد کہ ہر یکے را طلب دیدار خدانتعالی فرض است تاآنکہ بچشم سر یا بچشم دل خدای را نہ بیند مومن نہ باشد مگر طالب صادق کہ صفت او چنانچہ در عقیدہ مذکور است دوم آنکہ ترک دنیافرمودہ **من عمل صالحا من ذکر او انثی وهو مومن فلنحیینه حیوۃ طیبة الایة** (۱۶ـ۹۷)

و نیز بریں نقل امام است ترک وجود را عمل صالح فرمودہ و نیز روایت است **جاء رجل عند رسول الله فقال ما علامة الایمان یا رسول الله قال حب الله قال و ما علامه حب الله قال حب النبی قال و ما علامته حب النبی قال هی اتباعه قال و ما علامته اتباعه قال ترک الدنیا قال ما علامته ترک دنیا قال هی ثلاثته ترک المفقود و ایثار الموجود و بردوۃ القلب عن حب المال والجاہ** ۔ و نیز آنحضرت فرمودند ترک الدنیا رأس کل عبادۃ و حب الدنیا رأس کل خطیئة و نیز دریں باب حدیث و نقل و آیات قرآن بسیار است اما بتطویل مختصر کردہ شد۔ و نیز روایت است از **ابو حنیفه کوفی رحمته الله علیه احوال الناس فی الکسب علی خمس مراتب اولها من یری الرزق من الکسب لا من الله فذالک کافر و ثانیها من یری الرزق من الله و من الکسب فذلک مشرک و ثالثها من یری الرزق من الله ویری الکسب سببا ویشک بانه لو لم یکتسب لا عطاہ الله تعالیٰ الرزق ام لا فذلک شک منافق ورابعها من یری الرزق من الله ویری الکسب سببا و یعلم لو لم یکتسب لا عطاہ الله رزقه وانه یعصی الله لاجل**

یعنی تعلیم بلاواسطہ کا نہ ہوتا تو ثم ان علینا بیانہ کا قرآنی وعدہ بھی آپ کے حق میں صادق نہ آتا۔ اگر چہ اس بارے میں یہ ذہنی خلجان ہو سکتا ہے کہ وحی جبرئیل روبرو یعنی تعلیم بلاواسطہ سے مرتبہ میں بہت بڑی ہوئی ہے تو غور کرنا چاہیے کہ امام علیہ السلام کے حق میں حدیث میں آیا ہے کہ آپ کے آگے جبرئیلؑ اور پیچھے میکائیلؑ ہوں گے خلاصہ بیان یہ کہ نص حدیث اور نقل مبارک دونوں سے ثابت ہے کہ آپ کو دونوں مراتب حاصل ہیں چونکہ جبرئیلؑ و میکائیلؑ ہمیشہ آگے پیچھے کمر بستہ آپ کی خدمت والا میں حاضر رہیں گے تو اس سے معلوم ہوا کہ آپ دونوں مراتب کے مالک ہیں جس طرح ہمارے پیغمبرؐ صلی اللہ علیہ وسلم تھے کیونکہ لی مع الله وقت کا اپنی جانب اشارہ فرمایا تھا۔ آپ اسی سے معلوم کر سکتے ہیں کہ حضرت امامناؑ کے لئے بھی روبرو یعنی تعلیم بلاواسطہ اور جبرئیلؑ یہ دونوں مرتبے ہیں جو اس مذکور بحث سے ثابت ہے اس لئے کہ امر روبرو (تعلیم بلاواسطہ) جس کا تعلق ولایت سے ہے محل نبوت میں پوشیدہ تھا البتہ ظہور ولایت کے زمانے میں بامر خدا خاص و عام پر اس کی دعوت ہوئی اس وجہ سے کہ ولایت ایک ایسا مرتبہ ہے کہ اس کا اشتغال حق کی جانب ہے اور نبوت کا اشتغال مخلوق کی جانب ہے۔ اگر آپ کا کہنا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے اور کسی بشر کی یہ شان نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس سے کلام کرے مگر یا تو الہام سے یا پردہ کے پیچھے سے یا کسی فرشتہ کو بھیج کر پس وہ اپنی مرضی سے جو چاہتا ہے وحی کرتا ہے۔ تو آیت مذکورہ سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ بشر کے ساتھ روبرو کیونکر کلام کرتا ہے اگر آپ انصاف کن نگاہ سے دیکھیں اور غور کریں تو سمجھ میں آجائیگا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ فیوحی باذنہ مایشاء یعنی اللہ تعالیٰ اپنے حکم سے وحی کرتا ہے یعنی اپنی خوشنودی سے جس طرح پسند فرمائے اور یہاں مایشاء کا لفظ وحی کی تینوں قسموں پر منحصر نہیں ہے جیسا کہ قرآن کی بعض آیات سے معلوم ہوتا ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے پھر ان میں بعض وہ ہیں جو اپنے پیٹ کے بل چلتے ہیں اور بعض ان میں وہ ہیں جو دو پیروں پر چلتے ہیں۔ اور بعض ان میں وہ ہیں جو چاروں پیروں پر چلتے ہیں اور اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے بناتا ہے۔ اور دوسری آیت یہ ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جن کے دو دو اور تین تین اور چار چار پر والے بازو ہیں وہ پیدا کرنے میں جو چاہے زیادہ کر دیتا ہے۔ بے شک اللہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔ پھر مذکورہ آیات سے ثابت ہوا کہ لفظ مایشاء کا حصہ صرف تعداد پر نہیں ہے ورنہ ایسی صورت میں نعوذ باللہ منہا ذات خداوند تعالیٰ پر عجز لازم آئیگا۔ دوسری بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ماکان بشر یعنی کسی بشر کی یہ شان نہیں ہے کہ اس سے اللہ پاک کلام کرے۔ پس جبکہ صفت بشریت سے پاک سے پاک تر اور لطیف سے لطیف تر بنا کر اس قابل کر دیا کہ اس سے اللہ تعالیٰ بے پردہ کلام کرے یعنی وحی کے بغیر جیسا کہ حضرت مہدی موعودؑ کا دعویٰ ہے کہ مجھے ہر روز بغیر کسی واسطہ کے اللہ تعالیٰ کی جانب سے علم دیا جاتا ہے، اور نبی علیہ السلام کا ارشاد ہے میرے لئے اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک وقت ہے جس میں نہ فرشتہ مقرب کی گنجائش ہے نہ نبی مرسل کی تو اللہ تعالیٰ کیوں نہ بے پردہ کلام کرے کیونکہ یہ خاص مظہر مرتبہ خاتم

الکسب ولا یودی حق اللہ منہ فذلک مومن فاسق والخامسہا من یری الرزق من اللہ ویری الکسب سببا یعلم انہ لولم یکتسب لا عطاہ اللہ تعالیٰ رزقہ ولا یعصیہ لاجل الکسب ویودی حق اللہ منہ فذلک مومن موحد مخلص ۔ (نقل من کنز العباد) اے عزیز باتمیز ذلک المذکور بانصاف نظر کن کہ دریں شرطہا کسب کرا ممکن گردد کہ **لا یعصیہ لاجل الکسب ویودی حق اللہ تعالیٰ منہ فذلک مومن موحد مخلص** ۔ پس اے عزیز مہدوی و مہدویاں ذات کسب را حرام نہ دارند لکن میگویند کہ طالب حق را باید کہ در ہر کارے کہ مشغول باشد اگر آں کار ذکر حق را مانع آید آنرا ترک دہد و حرام پندارد بلکہ بت خود داند کمال **قال "ما شغلک عن ذکر اللہ فھو صنمک"** اے **فھو طاغوتک یا ایھا الذین آمنوا** چندیں پیشیناں و مجتہداں از دنیا فرار نمودند بر طاقت خویش بموافق کیش اما چونکہ صاحب المذہب محمد المہدی بر عام و خاص دعوت نمود کہ بجز ترک دنیا ایمان نیست فرمود کہ ایمان ذات خدا است پس بمیرید یعنے موتوا قبل ان تموتوا کہ تا در دنیا بنظر ظاہر یعنے بچشم سر خدا را نہ بیند مومن خاص اخص مخلص نباشد پس ہزاراں ہزار بصدق آں ذات فائض الفیوضات بچشم سر خدائرا دیدہ و اصل الحق و ذات مطلق گشتند کہ ایں خاصہ صاحب الزماں و صاحب معانی القرآن است کہ در ہیچ زمان ایں امر ظہور نہ شدہ است سوم آنکہ مہدیؑ صاحب معانی الکلام بر دوام ذکر در اوقات مدام **بایتہ القرآن حکم** فرمود ۔ **فاذکروا اللہ قیاما وقعوداً وعلی جنوبکم الخ** (۳ ـ ۱۰۳) یعنے یاد کنید خدائرا در حال ایستادہ و در حال نشستہ و بر پہلو نے چسپیدہ یعنید ر ہر سہ حال غافل نباشد چراکہ غفلت صفت مومن نباشد **کما قال سبحانہ وتعالیٰ ولقد ذرانا لجھنم کثیراً من الجن والانس لھم قلوب لایفقھون ۔ بھا لھم اعین لا یبصرون وبھا ولھم اذان لا یسمعون بھا اولئک کالانعام بل ھم اضل اولئک ہم الغافلون** (۷ ـ ۱۷۹) **و در حق رسول فرمود واذکر ربک فی نفسیک تفرعا وخیفۃ دون الجھر من القول بالغدو والاصال ولاتکن من الغافلین** (۷ ـ ۲۰۵) یکے از بزرگان مرابراہیم ادھم را خواب دید و گفت یا معلم الخیر ارشدنی **فقال الخیر کلہ فی ذکرک مولاک و شرہ کلہ فی حبک دنیاک** ۔ وانے عزیز آیات و حدیث و نقل و روایات دریں باب بسیار است کہ نوشتہ بتطویل انجامد و در ہر زمانہ امر تاکید بریں بود اما در ہیچ زمانہ بر خاص و عام بر کل ظہور نہ پیوست الا در زمانہ ولایت کہ خاصہ آں صاحب زماں رحمت عالمیاں بود کہ او قوم خود را از خلق چناں عزلت نمود و تاکید بایں حد کرد کہ دو برادر یکجانہ نشینند کہ تا از یاد حق غافل نہ باشند و میل سوے جنس خویش کنند بچنیں جستجوے و جستجوے ہزاراں را بخدا۔ رسانید تا ظاہر ایشاں خدائرا بچشم سر در دنیا دیدہ و اصل بحق گشتند و بمرتبہ انبیاء رسیدند۔

چہارم آنکہ توکل تمام بحکم آیت القرآن بر خاص و عام دعوت نمود **کقولہ تعالیٰ ومن یتوکل علی**

ترجمہ

کے ساتھ ہیں جبکہ ان پر بشری صفات مرتبہ ولایت میں قادر و غالب نہ تھے ۔اس لئے کہ ولایت باطن کی اصل ہے حضرت امام علیہ السلام کی نقل مبارک ہے فرمایا تھا کہ پانی کی صفت ڈبونا ہے آگ کی صفت جلانا ہے اور تلوار کی صفت کاٹنا ہے لیکن مھدی پر کوئی قادر نہیں ہوگا نیز یہ کہ امامنا نے بارہ سال کے دوران جذبہ کی حالت میں صرف سولہ سیر غلہ کی آش استعمال فرمائی تھی آپ اسے بھی پینے سے انکار کرتے بلکہ اس کی بو تک آنے سے منع فرماتے اور اس عالم سیاس عالم محویت واستغراق میں رہتے اس کے علاوہ اس بارہ سال مدت میں کبھی ایسا نہیں ہوا کہ آپ کی ذات والاصفات کے بدن مبارک سے کہیں ادھر ادھر یا کم زیادہ ہوا ہو اور نہ ایسا ہوا کہ کوئی فرض نماز کسی روز فوت ہوئی ہو ۔آپ کا معجزہ یہ تھا کہ کبھی کسی نے آپ کا بول و براز نہیں دیکھا کسی آستانہ پر اپنا سر نہیں جھکایا اور تمام مجمع کے ہجوم میں آپ سب سے بلند و بالا دکھائی دیتے دوسری بات یہ کہ مسلم میں ابن مسعودؓ سے روایت کی گئی ہے فرمایا رسول اللہؐ نے کہ تم میں سے کوئی شخص ایسا نہیں کہ جس کے پاس کوئی جن موکل نہ ہو پوچھا کہ پھر آپ کے لئے رسول اللہ تو فرمایا میرے لئے بھی ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے اس پر غلبہ قدرت دی ہے پس وہ مسلمان ہو گیا ہے اور نیکی کے سوائے مجھے کوئی امر نہیں کرتا ہے ۔اسی طرح حضرت مھدی موعودؑ نے خبر دی ہے آپ نے فرمایا کہ میرے پاس کا شیطان مسلمان ہے جیسا کہ ابن الحمید نے اپنے ایک ترجیع بند میں اس کا ذکر کیا ہے ہر شخص کا شیطان خواہ وہ کوئی ہو کافر ہے دونوں یعنی خاتمین علیہما السلام کا شیطان مسلمان ہے اس کے علاوہ حضرت امامؑ سے منقول ہے کہ ہم دونوں مشرکین کے زمرہ سے نہیں ہیں اور یہ بھی کہ تمام انبیاء و اولیا کی مرتبہ میں حد و انتہا ہے لیکن ان دونوں خاتمینؑ کی ذات لاتعین کی تحصیل میں کوئی حد و انتہا نہیں ہے اور یہ کہ تمام انبیاء و اولیاء کا مسلمانی میں ان کا اپنا مرتبہ معین و مقرر ہے مگر یہ دونوں سرتاپا مسلمان ہیں یہی صورت ان کے توکل تام کی ہے اگر کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے آپ کہہ دیجئے کہ میں تو تم جیسا ہی بشر ہوں ۔ پھر تم صفت بشر سے ان کو کسی طرح خارج کہتے ہو یہاں تو تعارض واقع ہوتا ہے پھر کس طرح یقین آئے تو کہا جائیگا کہ اگرچہ ایسا ہے لیکن باعتبار صورت مانند بشر ہیں مگر باطن میں صفت بشر سے خارج ہیں چنانچہ آنحضرتؐ کا ارشاد ہے میں احمد بغیر میم کے ہوں اور حضرت مہدیؑ نے فرمایا بندہ جنا نہ جنا گیا اللہ تعالیٰ کا ارشاد بھی ہے ۔

محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں لیکن اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں کے خاتم ہیں ۔

خداوند تعالیٰ احکم الحاکمین ہے اس کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں خلقت کو وہ اس انداز پر ظہور میں لایا کہ مخلوق کا لازماً اسی جانب میلان ہو اور دہشت نہ اور سراسیمگی مزاج میں نہ راہ جائے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے اور یہہ لوگ کہتے ہیں کہ ان کے پاس کوئی فرشتہ کیوں نہیں بھیجا گیا، اگر ہم کوئی فرشتہ بھیج دیتے تو سارا قصہ ہی تمام ہو جاتا پھر ان کو ذرا مہلت نہ دی جاتی ۔اور اگر ہم اس کو فرشتہ مقرر کرتے تو ہم اس کو آدمی ہی بناتے اور ہمارے اس فعل سے ان پر وہی اشکال ہوتا جو اب اشکال کر رہے

الله فهو حسبه وقوله تعالیٰ وما من دابة فی الارض الاعلی الله رزقها (۱۱ ـ ٦) وقوله تعالیٰ ان الله هوالرزاق ذوالقوة المتین (۵۱ ـ ۵۸) وقوله الایة (٦۵ ـ ۳) تعالیٰ نحن قسمنا بینهم معیشتهم فی الحیوة الدنیا اللیه (۴۳ ـ ۳۲) وقوله تعالیٰ وفی السماء رزقکم وماتوعدون (۵۱ ـ ۲۲) فورب السماء والارض انه لحق مثل ما انکم تنطقون (۵۱ ـ ۲۳) وقوله تعالیٰ والله خیر الرازقین ـ (٦۲ ـ ۱۱) پس ہر چند کہ بیع و شراء و مضارعات و اجارات و کسب کہ در شرع حلال است چنانچہ فرمود در قصہ جنگ بدر کہ آنجاکہ کافراں ہزیمت خوردندو موماناں بغنیمت رسیدند کہ حلال طیب است کقوله تعالیٰ ولیبلی المومنین منه بلاء حسنا اللیة (۸ ـ ۱۷) وچوں یاراں مصطفی رسیدندو بہ غنیمت حلال طیب مبتلا شدند پس غیر ایشاں بخیر ہاکہ مشغول شود کہ در شرع حلال است از ابتلاء چوگنہ بیروں آید بلکہ بلاء حسناکہ موافق مراد است بزرگتر است از بلا ہاکہ مخالف مراد باشدو بعد ھذا معلوم گشتہ کہ خاصہ مھدی الموعود خلیفتہ المعبود است کہ ہمہ مرادات و مطلوبات ہمہ را بیروں کردہ خاص در مشاہدہ ذات و صفات رسانید کما قال ماشغلک عن ذکر الله فهو صنمک ای فهوطا غوتک ونیز خاص توکل بر ذات فائض الفیوضات نبی علیه الصلوات والتحیات عالی صفات بود مع ازواج مطهرت و فاطمه و علی واصحاب صفه وبعد هذا آں خاص توکل در زمان ظہور ولایت بر عام دعوت گشت تابر کہ در زیر امر آمر گردن انقیاد بر عتبہ شریفہ نہاد بتشریف ان کنتم مومنین مشرف گشت ـ چنانچہ گفتہ شدہ و در شرح مصابیح در باب اتفاق ـ بصراء الناس وفی کل زمان وجد جماعة من المتوکلین بهذه الصفات ولکن عامة الناس لم یکونوابهذاالصفة الا فی زمان المهدی تا از نقل شرع مصابیح نیز معلوم گردد کہ در زمان نبوت بر عام توکل ظہور نہ پیوست الا در زمان ظہور ولایت کہ ایں خاصہ آں سرور است پنجم آنکہ سید محمد مهدی الموعود داعی الی الله لاینطق من الهوی مراد الله وامر الله عالم علمٌ الکتاب بر ظہور طریقت و حقیقت یعنے بر صبر و تسلیم کہ مقام پیغمبر انست فرمود در طلب حق ہر کہ راسخ آید و در محبت خدا صادق باشد آنکس ہم خالی از ملامت خلق نباشدو او را بانواغ بلا بیازمایندو ابتلا کند کما قال سبحانه وتعالیٰ لتبلون فی اموالکم وانفسکم وتسمعن من الذین اوتوا الکتاب من قبلکم ومن الدین اشرکوااذی کثیراً وان تصبروا وتتقوا فان ذالک من عزم الامور (۳ ـ ۱۸٦) تاآے عزیز بصدقہ آں ذات ہر فرد خاص و عام بمرتبہ صبر و تسلیم رسیدندکہ در ہر آسانی و دشواری بجز مولی نظر بر کسے نہ داشتند بلکہ ہر حال شاکر و ذاکر بودندتاہیچ حال از حالات ایشاں بر کسے ظاہر نہ گشت پس چناں مشغول بمولی بودند ـ و ہر کار ایشاں یا اعلی یا و ادنی کہ ہیچ وقت از اوقات کسے بر اعلی و ادنی صادر نہ شدہ است چنانچہ خبر قومی خدانتعالی دادہ است فسوف یاتی الله بقوم یحبهم ویحبونه الایة (۵ ـ ۵۴) در مظہر ولایت دوست دارد

ہیں پس ان تمام مذکورہ دلائل سے ثابت ہو گیا کہ دونوں محمد صلی اللہ علیہ وسلم صورت بشر میں بلباس میم ہیں لیکن صفات بشر سے پاک بلکہ پاک تر ہیں۔ اسی قسم کا ذکر نبوت و ولایت کے بیان میں اوپر مذکور ہو چکا ہے کتاب مقصد الاقصیٰ میں بھی بیان کیا گیا ہے کہ (خاتمین کی مثال ایسی ہے جیسے) ایک موتی جس کے دو منہ ہوں پس حقیقت کو جاننے کی کوشش کیجئے اے ہوشمند محمد مصطفیٰ اور مہدی المجتبیٰ ذات میں ہر اعتبار سے ایک نور ہیں کہ اس کی وحدت کا ظہور اسی سے تجلی اول کے ساتھ میم احمد کے پردہ میں ہے اور حقیقت محمد بھی وہی ہے لیکن اس کی وحدت کہ جس کا نام عنیت ہے غیریت اور اسم اور لغت اور اولیت اور آخریت اس میں مخفی تھے غیب ھویت کے خلوت خانہ کے محبوب نے چاہا کہ خود کو خود پر ظاہر کرے تو صفت وحدت کی پہلی تجلی کی جو جمیع قابلیات کی اصل ہے اور اس کے لئے ظہور و بطون مساوی تھے اس اعتبار سے کہ وہ ظہور و بطون کے قابل بھی تھی احدیت و واحدیت کا مظہر ہوئی اس لئے کہ احدیت و واحدیت جو رونما ہوئے ہیں ظاہر نہیں ہیں البتہ اس نسبت سے کہ ان کے درمیان جو رابطہ ہے وہ وحدت ہے پس احدیت، واحدیت ماوحدت سے قرار پذیر ہوئے کیونکہ اعتبارات کے درمیان وحدت درمیانی واسطہ کا حکم رکھتی ہے پس باوجود اس کے کہ عین دونوں جانب خود ہی ہے تجلی اول جو احدیت ہے حد فاصل ہے وہ اشارہ اسی کی طرف سے ہے۔ برزخ جامع وہی ہے، حقیقت محمدی بھی وہی ہے ابو الارواح کا خطاب بھی اسی کی طرف ہے اور برزخ جامع نے میدان تجلی ثانی کی جانب کہ اس کا نام واحدیت ہے، رخ کیا ابو الاجساد کے خطاب سے اس برزخ واحدیت میں فرشتوں کو سجدہ کرایا۔ پس تمام انبیاء اور اولیاء اسی برزخ جامع کی تفصیل ہیں جو اس میں درج اور داخل تھے۔ انبیاء کا چراغ ولایت کے چراغداں سے (روشن ہے) کا اشارہ اسی کی طرف ہے یعنی تمام انبیاء خاتم الرسلؐ سے علم اخذ کرتے ہیں خاتم الرسلؐ اپنے باطن سے علم اخذ کرتے ہیں مطلب یہ کہ پیغمبروں میں سے ہر ایک احدیت سے اخذ کرتا ہے کیونکہ وہ نور محمدؐ ہے جیسا کہ فرمایا آنحضرتؐ نے کہ جو ہر اول میری روح ہے۔ اور محمد کا اخذ علم اپنے باطن سے ہے اور اس باطن کا نام ولایت ہے چنانچہ فصوص الحکم کے حاشیہ میں ہے اور وہ قول یہ ہے۔ جب آپ کا باطن خاتم الاولیا کی صورت میں ظاہر ہو گیا تو اس کے سیر و سکون (علیہ السلام) کا رخ اللہ تعالیٰ کی طرف ہو گا اور اللہ تعالیٰ کے ذات و صفات کی ولایت کاملہ تمام تر مہدی میں ہوگی جو سارے اولیا اللہ سے بالکل جداگانہ ہو گا۔ پس اس بیان سے معلوم ہو گا کہ تجلی اول جس کو احدیت کہتے ہیں وہ ولایت محمدیؐ ہے جو مہدی پر ختم ہو گی۔ پس جب احدیت تجلی اول کے ساتھ اپنی وحدت سے متحد و متصل تھی تو اس برزخ جامع سے ہی تمام انبیاء فیض اخذ کرتے تھے۔ پھر جبکہ اس جو ہر اول نے اربعہ عناصر کے برقع میں تجلی کی تو اس تجلی کی گرفت اپنی ہی تجلی سے ہوتی اس لئے کہا گیا ہے کہ احدیت اور واحدیت دونوں کا قیام و قرار وحدت سے ہے کیونکہ وحدت دو اعتبارات کے درمیان واسطہ کا حکم رکھتی ہے واحدیت جو تجلی ثانی اور تجلی صغریٰ ہے جو ان تمام میں **بکل شئی محیط** (ہر شئے کا احاطہ کئے ہوئے ہے) کے اعتبار سے حق

ایشاں را خدا او نیز دوست در اند ایشان خدا تعالی را انچہ بر ایشاں عطا است پس ہر کرا او دوست دارد وہم منت دوستی نہد تا ناچار اورا در زمرہ محبوباں در آرد کما ذکر فی مفتاح النجات و سراج السائرین - حدیث **فیہ اوصاف قوم توجد تلک الاوصاف فی قوم المھدی قال النبی - یخرج فی آخر الزمان قوم انا منھم وھم منی ان عامتھم اولیاء اللہ قال رجل یارسول اللہ صلعم ما علامتھم قال ھم قوم لیسوا بکثرۃ العلم ولیس عندھم من کتاب کثیر یتعملون القرآن علی کبر سنھم ویتعلمون بالحلیۃ من حلاوت القرآن والایمان والسنتہ اثبت فی قلوبھم ویحشر ھم فی زمرۃ الانبیاء ویرزق لبلاد بسببھم ویرفع البلاء بھم** - پس اے عزیز قوم مہدی بصفت مذکور موصوف باشد ناچار ہر یکے را خاصہ خارج از عدد باشد بالکل خاصہ او راچہ نہایت کہ زمانہ او از ہمہ زمانہا افضل و فاضل است و قوم او را از ہمہ اقوام بہترین و افضل ترین است کہ ہر جائے در قرآن خدا تعالی بخطاب اولو الالباب و اولو الابصار یاد کردہ است کہ ہر یکے از ایشاں بمقام اولو العزم و نبی رسیدند - **وعامتھم اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولاھم یحزنون** (۱۱-۶۲) پس چونکہ خاصہ و خلاصہ ظہور یافت ما را لازم و واجب گشت کہ ازیں صادقاں و چنیں عشقان جاں بازاں محروم و مہجور نمانیم - حسبی اللہ نعم المولی و نعم الوکیل - ششم انکہ اے عزیز چونکہ حضرت بر قوم خود امر نوبت فرمود کہ تا شب بغفلت نگزرد و خاصہ و خلاصہ کہ بر محمد با امر اعلی تشریف است ازاں ہم بازنہ مانند بر ایں معنی بریاراں خود سہ قسم کردہ امر نوبت فرمود بر ایں وجہ چار پاس را - پاس اول کہ دراں ہمہ مردم نیز بیدار می باشند پس بر سہ قسم امر فرمود کہ بعد از نماز عشا بہ نیت نوبت یک قسم (جماعت) آمدہ در جماعت خانہ سوے قبلہ بتوجہ تمام پاس انفاس کنند تا نیم شب بگذرد و بعدہ قسم دیگر را بیدار کنند و او شاں ہم ہمیں مانند آمدہ تا سہ پاس شب تمام نمایند و بعد قسم باقی را بیدار کنند او ہم ہماں مثل آمدہ تا فجر ہمہ یکجا نماز ادا نمودہ بیاد حق مشغول باشند تا طلوع آفتاب - ودے شب آں کہ قسم سوم بود تا نوبت در اول شب بکنند بایں مانند مذکور عمل نمایند کہ نوبت کردہ بودند او شاں در شب دیگر بعد نماز عشاء می آیند در پاس سوم ودی شب قسم دوم کہ در پاس سوم نوبت کردہ بودند او شاں در شب دیگر در پاس چہارم می آیند تا تمام شب بگذارند ودی شب کہ قسم سوم در آخر شب نوبت کردہ بودند او شاں در شب دیگر اول نوبت بنمایند تا نیم شب و بطریق مذکور مادام در نوبت می مانند قادر قلیل الایام ایشاں ر[illegible] حاصل گشت کہ در سالہا بعضے را نشدہ باشد کہ برائے نبوت ایشاں را تاکید بر ایں نوعے بود [illegible] بجز یاد خدا در غفلت نگذرد و چونکہ دراں حال بر ایشاں غلبہ خواب تاخت نمودے تا ایشاں یکدیگر را [illegible] بآواز بلند بیدار میکردندے و حضرت میراں را ایں کار ایشاں بسیار شنیع دید نمود و بعد بر ایں [illegible] حکم فرمود کہ مہدی ایں نہ آوردہ

ترجمہ

ی کا ظہور ہے۔ پھر وہ احدیت جو جوہر اول ہے ایک زمانہ دراز تک اربعہ عناصر کے برقعہ سے وحدت میں مطلقاً متجلی ہوئی نہیں بلکہ محب بھی حق ہے اور محبوب بھی حق ہے جمع احدیت میں طالب اور محب مرتبہ تفصیل اور کثرت میں ہے پس اسی مرتبہ تفصیل و کثرت (تقلید) سارا زمانہ رسولوں کے دین سے نکل کر صبح محمد کے ساتھ مطلق ہوگیا۔ پس وہ مطلق جو متحد اور تمام اسماء و صفات کا جامع ہے اپنے مظہر میں آیا جیسا کہ کہا گیا ہے۔ وہ ولایت کا آفتاب آدم صفی اللہ کی صبح سے نمودار ہوا یہاں تک کہ یہ زمانہ پہنچا آخرکار بشکل مہدیٔ سارے عالم پر ظہور پذیر ہوا پس مذکورہ شکل میں کسی جگہ بھی ایک ذات کے ظہور کے باعث تابع متبوع کے حال و مقام میں کوئی تعارض لازم نہیں آتا اور سارے ظہور کو مجاز کی موافقت پر محمول نہ کیا جائے کیونکہ ہر ظہور میں ایک نئی نشان بشکل دگر جلوہ گر ہے۔ اور ہر مقام میں اس کا راز پنہاں ہے یہاں تک کہ اسکی صورت جسمانی کمال اشتغال کے باعث اور اس شکل جسمانی کے ڈھانچہ میں انتہائے مشغولیت کے سبب کچھ ایسے ہوگئے ہیں کہ خود کو اس سے نہ روک سکتے ہیں اور نہ اس میں امتیاز کرسکتے ہیں اس خود فہمی کا ان کے دل میں یہ اثر ہے کہ وہ اپنے خیالات کے ریوڑ کو حقیقت کے میدان میں نہیں دوڑاتے ہیں یعنی سوائے مجاز کے، ظاہری لفظوں سے معنی کی تہہ تک نہیں پہنچتے ہیں اس کا نتیجہ یہ ہے کہ اس واضح اور روشن اعتقاد کی دولت سے بے نصیب ہوگئے اگر ان کو حقیقت حال کا علم ہوجائے تو اس گروہ میں اہل اللہ کی تقلید و متابعت اختیار کرلیں اور ہرگز راہ راست کو ترک نہ کریں اور شیطانی وسوسوں میں مبتلا نہ ہوں اے ہوشمند یہ لوگ سمجھتے نہیں کہ تابع و متبوع دراصل مقام کا شرف ہے اسی معنی میں کہا گیا ہے کہ لازماً محب بھی حق ہے اور محبوب بھی حق ہے طالب بھی حق ہے مطلوب بھی حق ہے مطلوب و محبوب جمع احدیت کے مقام میں ہیں اور طالب اور محب مرتبہ تفصیل و کثرت میں ہے یا یوں سمجھو کہ ایک جوہر کے دو رخ ہیں یعنی روز تجلی جس کا بیان اوپر آچکا۔ اگر یہ کہا جائے کہ مذکورہ بیان حقیقت کے بارے میں ہے لیکن مجاز میں دونوں کو برابر میں ایک کرکے کس طرح اعتقاد لکھا جاسکتا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ دلیل قطعی سے کوئی شخص بھی حقیقت میں دونوں فائض الفیوضات و ذات مقدسہ کے سوائے سارے عالم میں تمام افعال و اقوال احوال سے متصف ہوکر اور جملہ اخلاق میں مظہر ایک نور کے اعتبار سے اس طرح مذکورہ دعوے کے ساتھ مامور ہو کہ ظہور میں نہیں آیا اس کے ساتھ یہ بھی کہ اشتغال مع اللہ اور دعوت الی اللہ میں کسی افراط و تفریط کے بغیر اللہ تعالیٰ نے شریعت میں ہمارے پیغمبرؐ کے قدم بقدم امام آخر الزمان حضرت مہدی علیہ السلام کے سوا کسی دوسرے تابع کو نہیں پیدا کیا ہے۔ جیسا کہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

کہدو یہ میرا راستہ ہے بلاتا ہوں اللہ کی طرف بصیرت پر میں اور وہ جو میرا تابع (تام) ہے۔

اس آیات مذکورہ سے ثابت ہے کہ خلق خدا کو اس آیت دعوۃ الی اللہ دینے اور خدا کے ساتھ مشغولیت میں تابع و متبوع دونوں کا

است یعنی ایں خواندن بنام ہریک مبادا دریادحق غافل باشندکہ بنام بیدار کنندکہ پس در آں وقت تعلیم شدکہ اگریک کس از شمابگوید لا الہ الا اللہ بعضے یاراں جواب دہند محمد رسول اللہ دو مکرت بگوید اللہ الھنا یاراں جواب می گویند محمد نبینا و باز سوم کرت ہم بگوید القرآن و المھدی امامنا باز یاراں می گوید آمنا و صدقنا و کسے راکہ خواب حائل باشد او بآواز ایں تسبیح بیدار شده در تسبیح جواب دہد و در پاس انفاس مشغول گردد۔ و در وقت پیغمبر مابریں نوع عمل بر بانگ نماز شده است چنانکہ مشہور است۔ اے عزیز امر تشریف مذکور اینست کہ خدانتعالی بر حبیب خویش حکم کرده است **یا ایھا المزمل قم الیل الا قلیلا نصفہ او انقص منہ قلیلا او زد علیہ** (۷۳ ـ ۱ تا ۳) تا آخر آیت و خدانتعالی ایں امر راقولا ثقیلا یاد کرد۔ و ثقیلا امریست کہ بجز پیغمبر دراں ہیچ کس را مجالے و مقامے و مانندے ندارد کہ امر خاص است اما تبع نہایت مرتبہ ولایت پیغمبر ماست کہ در ظہور ولایت مھدی الموعود مظہر المعبود بر خاص و عام دعوت نمود براں حجت شاهد قرآن داد **کمال قال سبحانہ تعالیٰ واذ اخذ اللہ میثاق النبین لما اتیتکم من کتب و حکمة ثم جاء کم رسول مصدق لما معکم** ۔ تا اے عزیز اگر بانصاف نظر کنی تا بہر ہر عمل او قرآن شاہد ناطق است و حجت او صادق پس ذاتے کہ چنیں راست دارنده مر چیزے راکہ باپیغمبراں است ناچار واجب التصدیق باشد پس چرا انکار کردن او سزاوار و عیدنگردد۔

ہفتم آنکہ خدانتعالی بر حبیب خود ایں سورة فرستاد انا انزلناه فی لیلة القدر الخ (۹۷-۱) یا ایھا المنصف خدانتعالی شب قدر را ایں چنیں بہ تفصیل یاد کرد کہ بہتر است از ہزار ماه و ایں تشریف مذکور بہ حبیب خود عطا نمود و آں را در خزانہ نبوت نگاه داشت و چونکہ در وقت ظہور زمانہ ولایت بر محمد مھدی آخر زماں وارث نبی الرحمن اں را مشخص و معین ساخت کہ خاصہ اوست کہ بصدقہ آں ذات خاص و عام بتشریف المذکور مشرف شدند۔

وھشتم آنکہ مھدی صاحب ولایت حامل امانت بر خاص و عام امر فرمود کہ چیزے کہ خدانتعالی شمارا می دہد از اں عشر داده خرچ کنید یا از سبب کسب باشد یا چیزے کہ کسی براه خدا کسے رسانیده باشد اول عشر دہد کسانے راکہ متوکل باشند بعده در تصرف آرند و نیز چند مفسراں از آیات قرآن در بعضے آیات قرآن بیان فرموده اند۔ چنانچہ در مدارک تحت **قولہ تعالیٰ واتوا حقہ یوم حصاده الایة** (۶ ـ ۱۳۲) یعنے عشر است و ایضا در تفسیر زاہدی تحت ہذا الآیت یا ایھا الذین امنوا انفقوا من طیبات ماکسبتم و مما اخرجنا من الارض الخ (۲-۲۶۷) و نیز در تفسیر حسینی **تحت ہذه الایة و لا یسئلکم اموالکم الخ** (۴۷ ـ ۳۶) و ایضا در تفسیر مواہب و در تفسیر **توضیح تحت ہذه الایة انا بلونھم کما اصحاب الجنة** الایہ (۶۸ ـ ۱۷) مراد از آیات المذکور عشر است و نیز مفسراں بریں آیات

ترجمہ

ایک حال ہے ورنہ (معطوف اور معطوف علیہ) میں تعارض لازم آئیگا اور جملہ عطف میں اختلاف واقع ہوگا مھدی موعودؑ کے خلیفہ معبود ہونے کا مذکورہ دعوی دلیل سے صحیح ثابت ہو گیا کہ دونوں یعنی (محمد اور مھدی علیہ السلام) ایک ذات ہیں جو مومن تھے وہ ایمان لائے اور دلوں کے اندھے شناخت سے محروم رہ گئے۔ پھر یہ کہ (حضرت مہدیؑ) ہمارے نبی اکرمؐ کے ۸۴۷ سال بعد بطن مادر کے برقع سے نکل کر اس عالم حدوث میں تمام اخلاق نبی سے آراستہ ہو کر علامت خاتم ولایت لئے ہوئے ظہور میں آئے اور پھر اپنے جد مکرم محمد کی مسند پر جلوہ افروز ہوئے اس طرح کہ کبھی بھی تمام اپنی عمر شریف میں آپ کو کسی سے تعلیم حاصل کرنے کی حاجت پیش نہ آئی مگر ہر محل و موقع پر اللہ تعالیٰ نے آپ کی تعلیم و رہبری کی کہ میں نے اپنے حبیب محمد کو جن باتوں کا حکم دیا تھا تو بھی ان پر عمل کر بلکہ چند وہ احکام جن کا تعلق ولایت سے تھا محض ان کی دعوت اور اظہار کے لئے آپ کی ذات بابرکات رفیع الدرجات کا ظہور ہوا چنانچہ حضرت بندگی میاں سید خوند میر صدیق ولایت سید الشہداءؓ اپنے رسالہ بعض الایات میں نقل کرتے ہیں اور وہ حدیث یہ ہے کہ فرمایا آنحضرتؐ نے اگر چہ دنیا کا صرف ایک ہی دن کیوں نہ باقی رہ جائے تو ضرور ہے کہ اللہ تعالیٰ اس دن کو اتنا دراز فرمائیگا تا آنکہ ایک شخص جو میرے اہل بیت سے ہوگا مبعوث ہو جائے جس کا نام میرا نام اور جس کی کنیت میری کنیت ہوگی۔ اگر کہا جائے کہ یواطی اسمہ اسمی کنیتہ کنیتی کے کیا معنی ہیں تو ہم کہتے ہیں کہ وہ مھدی ہیں جو صورت و سیرت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام صفات سے موصوف ہوں گے اور تمام اسمائے الہیہ کا جیسا کہ رسول اللہؐ تھے مظہر ہوں گے پس اوپر کے ہر بیان اور مذکور سے ثابت ہو گیا اور دلیل حقیقی و مجازی سے کامل یقین اور پایہ تحقیق کو یہ بات پہنچ گئی کہ ان صفات کے ساتھ افق تا افق سارے عالم میں (دونوں محمدؐ و مھدیؑ) ایک ذات ہیں پس اس کو خوب غور سے سمجھ۔ پھر کونسی ایسی دلیل ہے جس پر اسکے بعد (اہل انکار) یقین کریں گے۔ اس کے بعد کچھ عقائد کے بیان کا ہے ارادہ ہے کہ امام علیہ السلام کی چند خصوصیتوں کو تحریر کروں تاکہ ہر سننے اور پڑھنے والے پر ذات محمد کے ساتھ آپ کی ذات کا رتبہ بھی منکشف و متحق ہو جائے۔

اول یہ کہ (آیت شریفہ ہے) کہدو (اے محمد) یہ میرا راستہ ہے بلاتا ہوں اللہ کی طرف بصیرت پر ہیں اور وہ جو تیرا تابع (تام) ہے۔ یعنی کہو اے محمد یہ راستہ میرا راستہ ہے یعنی یہ ولایت کا راستہ ہے (اور وہ محمد کا باطن ہے) جو اس وقت میں سیر و سلو کی تحصیل باطن محمد سے تعلق رکھتی ہے اور وہ (باطن محمد) مھدی موعودؑ کی ذات ہے۔ ادعو الی اللہ علی بصیرۃ بلاتا ہوں میں خدائے تعالیٰ کی طرف بینائی پر تمام مفسرین اس بینائی کو توحید کہتے ہیں اور اس سے دین و ایمان مراد لیتے ہیں پس پہلی شرط یہی ہے کہ نبوت کے اس زمانہ میں دعوت اسی پر موقوف تھی مگر بینائی۔ جو پیغمبرؐ کے لئے خاص تھی۔ اس خاص کی ظہور ولایت کے زمانہ میں دعوت عام ہو گئی۔ اے عزیز ہر لفظ کا اس کے ظاہر کی طرح باطن بھی ہے زمانہ نبوت میں تمام قرآن کی بالالفاظ دعوت تکمیل کو پہنچی تاہم

المذکور بر عشر قائل اند اما رے در زمانہ ماضی بحدتواتر عمل جاری نشده است بعد هذا تحقیق معلوم شد کہ دریں محض حکمت احکم الحاکمین است کہ احکامیکہ تعلق بولایت داشتہ است آں را در زمانہ ماضی ظهور نکرده است کہ آں خاصہ صاحب ولایت است کہ او ظاہر کند و او و را در عمل آرد ایضا **قوله تعالیٰ لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون الخ** (۳ـ۹۲) یعنے ہرگز رسید شمانیکی را تا آنکہ اتفاق کنید از چیزے کہ دوست دارید شما۔ یا اولی الالباب بانصاف نظر کنید کہ کدام چیز است کہ آدمی آں را دوست ندارد چراکہ آفرینش ایشاں بریں نوع آمده کقوله تعالی ان الانسان **خلق هلوعا** (۷۰ـ۱۹) و **دیگر جایاد کرده** است **واند لحب الخیر لشدید** (۱۰۰ـ۸) **و دیگر قوله تعالی الهکم التکاثر حتی زرتم المقابر** پس بر ہر تقدیر معلوم می شود کہ از روے چیزہاء دنیا ابناء آں بیرون نیاید مگر بسیار از مجاہدہ نفس و تزکیہ او و گرنہ آیته و لتبلون فی اموالکم و انفسکم (الایه ۳ـ۱۸۶) **چه معنی دارد پس** محض پاکی نفس ایشاں آمده است که **لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون الخ** (۳ـ۹۲) پس اگر نیکی را نرسد تا ناچار در عذاب آید۔ و نیز بعد هذا المذکور چونکہ انفاق مقبول آید تا چہ مقدار معین مشخص کنی تا انفاق و ازاں امر اعلی مدام در فرمان برداری باشد چراکہ ایشاں را گرفتہ است دوستی ہر چیز۔ پس در ہر چیز انفاق لازم آمده است پس معلوم شد کہ حق تعالی بر ایشاں غیر ممکن عمل نداشتہ است مگر ایں جاہم ناچار است کہ نظر سوئے عدد کند و عدد جملہ وه است اگر ازاں یک جدا کنند او از شمار کہ ده است ازاں خارج نگردد و ہمیں طریق از ہر چیز ده حصہ کرده ازاں یک حصہ در راہ خدائے تعالی بدہد تا در شمار مذکور داخل گردد و ایں معنی مذکور و حکم آیت تمام شود و ایں انفاق مذکور را نام عشر است کہ تا ایں امر اعلی از صاحب زمان روشن شده است و اگر نہ بینی کہ چہ بلا با است چوں در حکم آیت مذکور نیایاد تا عمل دیگر را چہ صورت است فافہم جدا۔ نہم انکہ امام کاشف الکلام و صاحب آخر الزماں بزبان حقایق البیان امر سویت فرمود و براں چنداں نمود و دریاراں او بحدے تاکید بود کہ گاہے۔ کردنش مبدل نہ پیوست۔ و نیز نقل است کہ در دائره حضرت میراں خدانتعالی انگور رسانیده بود کہ آں را سویت نہ کرده بودند یک دانہ انگور از فرزنداں حضرت امام میاں سید حمید گرفتہ تناول کردند یعنے در دہاں کردند دراں حال حضرت امام از دہان آں فرزند بیروں کردند تایاراں عرض کردند کہ میرانجیو در سویت اوشاں خواہد آمد حضرت فرمودند کہ چوں دانید کہ آں دانہ ہم خواہد آمد یاد خواہم کہ کم و زیاده نشود۔ تا مادام روش آں حضرت بریں نوع بود تا در تابع و تبع تابعین حکم آں سرور جاری نیست چنانکہ روایت آمده است از **جابر بن عبدالله قال دخل رجل علی ابن جعفر** محمد بن علی نه قال له اقبض منی **هذا الخمس مائة در هم فانها زکوة مالی فقال له ابو جعفر** خذها انت الفقها فی جیرانک من الاسلام **والمساکین من**

ترجمہ

بیان حقائق باقی رہ گیا تھا لہذا امت مسلمہ اس بات کی سزاوار تھی کہ اس کو دعوت دی جائے۔ اس طرح زبان تابع (تام) سے خلق خدا پر حقائق کی طرف دعوت کی گئی کیونکہ انا ومن اتبعنی دونوں خدا کی طرف خلق کو بلانے میں یکساں ہیں اگر عہد نبوت میں خلق مسلمانی مجاز میں راہ راست پر نہ ہوتی تو عہد ولایت میں اس پر حقائق کا ظہور نہ ہوتا اس لئے کہ امام علیہ السلام کی نقل مبارک ہے کہ فرمایا ہم امت محمد پر مبعوث ہوئے ہیں تاکہ اللہ کی طرف ہدایت و رہنمائی کریں، کتاب اللہ پر عمل کریں اور اللہ کے حبیب محمد رسول اللہ کی طریقت و حقیقت میں اتباع کریں۔ خصوصیت تو مہدی کی ہے کہ آپ نے خلق خدا پر دعوت کی کہ ہر شخص پر خدا کے دیدار کی طلب فرض ہے یہاں تک کہ وہ سر کی آنکھ سے یا دل کی آنکھ سے جب تک خدا کو نہ دیکھے مومن نہیں ہے البتہ طالب صادق جیسا کہ اس کی صفت عقیدہ شریفہ میں بیان کی گئی ہے۔

دوم یہ کہ دنیا کو ترک کرنے کا حکم دیا بموجب آیت شریفہ جو نیک عمل کرے مرد ہو یا عورت اہل ایمان تو ضرور ہم اس کو پاک زندگی صفا کریں گے۔

اس بارے میں امام علیہ السلام کی نقل مبارک ہے کہ آپ نے عمل صالح سے مراد ترک وجود فرمایا ہے ایک روایت میں ہے کہ ایک شخص رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور پوچھا کہ یا رسول اللہ ایمان کی علامت کیا ہے فرمایا نبی کی محبت اس نے سوال کیا نبی کی محبت کی علامت کیا ہے حضور نے فرمایا وہ دنیا کو ترک کرنا ہے اس نے پھر پوچھا کہ ترک دنیا کی علامت کیا ہے آپ نے فرمایا وہ تین باتیں ہیں ایک یہ کہ جو چیز موجود نہیں اس کا خیال ترک کر دینا، جو کچھ موجود ہے اس کو فی سبیل اللہ ایثار کر دینا اور عزت و ثروت کی محبت سے دل کو سرد کر دینا۔ آنحضرت کا ارشاد بھی ہے کہ فرمایا ترک دنیا تمام عبادتوں کا سر ہے اور دنیا کی محبت تمام برائیوں کی جڑ ہے۔ اس باب میں آیت قرآنی احادیث شریفہ اور نقلیات مبارک بے شمار ہیں مگر طوالت کے اندیشہ سے صرف اختصار سے کام لیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ امام ابو حنیفہ کوفی رحمتہ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ کسب معاش کے بارے میں لوگوں کے احوال پانچ نوعیتوں کے ہیں ایک تو یہ کہ جو شخص رزق کو خدا کی طرف سے نہ دیکھے بلکہ اس کی نظر اپنی کوشش اور کمائی پر ہو تو ایسا شخص کافر ہے دوسرا وہ ہے یہ دیکھے کہ جو رزق خدا کی جانب سے تو ہے لیکن یہ سمجھے کہ اس میں اپنی کوشش کا بھی دخل ہے تو ایسا شخص مشرک ہے۔ تیسرا وہ ہے جس کی نگاہ میں رزق تو اللہ ہی کی طرف سے ہے لیکن کسب اس کے نزدیک ایک ذریعہ اور سبب ہے اور اس کو شبہ ہے کہ اگر وہ محنت اور کوشش نہ کرتا ہوتا تو اس کو اللہ تعالیٰ رزق نہ عطا کرتا تو ایسا شک کرنے والا منافق ہے۔ چوتھا وہ ہے جو دیکھے کہ رزق اللہ کی طرف سے ہے اور کسب کو وہ سبب جانے اور یہ سمجھے کہ اگر وہ کسب نہ کرتا ہوتا تو اللہ تعالیٰ اسے رزق دیتا تو ایسا شخص خدا کے پاس گنہگار ہے کیونکہ اس نے کسب پر تکیہ کیا اور مال مکسوبہ میں سے اللہ تعالیٰ کا حق ادا نہیں کیا لہذا ایسا شخص مومن فاسق ہے پانچواں وہ شخص ہے جس نے دیکھا کہ

اخوانک المسلمین ثم اذا قام المھدی یقسم بالسویۃ و لعدل فی رعیتہ فمن اطاعہ اطاع اللہ فمن عصاہ عصی اللہ اخرجہ الامام ابو عبداللہ نعیم بن حماد فی کتاب الفتن فانظر ایھا المنصف بنظر انصاف چونکہ ظہور ھذا الذات بخاصۃ المذکور چراتصدیق او فرض وانکار و کفر نگردد فضلا عن الایمان والتصدیق ۔ دھم آنکہ کقولہ تعالیٰ ثم ان علینا بیانہ (۷۵۔۱۹) اے بزبان مہدی کہ خاصہ او ست چنانکہ بالا مذکور شدہ است و نیز خاصہائے امام علیہ السلام برخلاف اہل کلام بسیار است ہم چوں صحبت و اجماع برکار ترک آں حکم منافقی بر شرط احکام است و نیز بیان بین الوقتین عصر و مغرب و ترتیب دائرہ کہ در آں حکم ایمان است و منع دعا بعد از نماز و منع فاتحہ بر طعام میت و نیز ترتیب دفن و کفن و نیز دیگر ہم چندیں ہستند اما مارا در بحث عدد و مذکور کافی است ۔ و اے عزیز اکثر الصحابۃ النبی آمنوا بالتقلید من غیر التحقیق والدلیل فثبت ان الایمان والھدایت بعنایت اللہ تعالیٰ لا بالمعجزۃ و غیرھا ولو اجتمعوا انکم جنکم اولکم و آخرکم اجتمعوا الی اطاعتہ اللہ تعالیٰ لا یزید فی ملکہ مثقال ذرۃ وکذلک المعصیۃ من عمل صالحا فلنفسہ ومن اساء فعلیھا ۔ و نیز واضح باد کہ ایں فقیر ذرہ حقیر خاکپائے مہدویاں مسمی عبدالرشید سجاوندی محض امید داشتہ از فرزندان امام المتقین و محبوب لعاشقین و فرزندان اصحاب کرام و عظام و مع مصدق صادق الاعتقاد و راسخ الاعمال در خواندن این رسالہ مسمی رونق المتقین است اگر دریں فرحت و بہجت روئے نماید تا ایں مذنب الغفور را در مغفرت یاد آرند و نظر بر خیر خاتمہ بر کنند و زبان تنک حرفان ندارند واللہ اعلم بالصواب ۔

رزق اللہ کی جانب سے ہے اور کسب کو اسکا سبب جانا اور خیال کیا کہ اگر وہ کسب نہ کرتا تو تب بھی اس کو ضرور اللہ تعالیٰ کا رزق پہنچتا ایسے شخص پر کوئی گناہ نہیں ہے کیونکہ اس نے کسب پر انحصار نہیں کیا اور اللہ کا حق بھی اپنی کمائی میں سے ادا کیا۔یہ شخص مومن ہے موحد ہے مخلص ہے (یہ نقل کنزالعباد کی ہے) اے عزیز ہوش مند! اس مندرجہ صدر تقریر میں انصاف کی نگاہ سے غور کرتا کہ (تو اندازہ کر سکے کہ) ان شرائط کے مطابق کسب کسی شخص کے لئے جائز ہے؟ وہ شخص جو کسب کو رزق کا اصل ذریعہ باور کرنے کی غلطی نہ کرے اور جو کچھ بھی کمائے اس میں سے اللہ کا حق نکالے تو ایسا شخص ہی مومن موحد، اور مخلص ہے۔

اے عزیز (یہاں سمجھنے کی بات یہ ہے کہ) مھدیؑ اور آپ کے متبع مھدویوں نے نفس کسب کو حرام نہیں ٹھرایا ہے لیکن ان کا کہنا صرف اس قدر ہے کہ ہر اس کام کی مشغولیت کو جو ذکر الہیٰ کے لئے رکاوٹ کا باعث بنے طالب حق کو چاہئے کہ اسے ترک کر دے اس کو حرام جانے بلکہ (راہ حق میں اسکو) اپنا بت خیال کرے جیسا کہ آنحضرتؑ کا ارشاد مبارک ہے کہ وہ مصروفیت جو تجھے خدا کے ذکر سے غافل کر دے وہ تیرا بت ہے یعنی وہی تیرا شیطان ہے۔اے لمان والو کتنے ہی ایسے بزرگان سلف اور ارباب اجتہاد تھے جو اپنی طاقت اور اپنے مسلک کے موافق دنیا سے دور بھاگتے رہے لیکن صاحب مذہب محمد المھدی نے ہر خاص و عام پر اظہار دعوت کیا کہ دنیا کو ترک کئے بغیر لمان کا حصول ممکن نہیں ہے۔اور یہ بھی فرمایا کہ لمان (سے مراد) خدا کی ذات ہے پس تم (اختیاری موت) مرو یعنی مرو تم (اختیاری موت) قبل اس کے کہ تم کو طبعی موت آجائے کیونکہ جب تک دنیا میں ظاہری نگاہ سے یعنی چشم سر سے کوئی خدا کو نہ دیکھ لے وہ مومن خاص و مخلص نہیں ہو سکتا پس ہزاروں اہل لمان ایسے گزرے ہیں جنہوں نے آپ کی ذات فیض بخش و فیض رساں کے صدقہ میں سر کی آنکھوں سے خدا کو دیکھا، ذات مطلق میں فانی ہو کر واصل حق ہوئے یہ خصوصیت صرف صاحب الزمان اور صاحب معانی قرآن صلی اللہ علیہ و سلم کی ہے اس لئے کہ اس امر دیدار کا کھلے عام ظہور کسی بھی زمانے میں نہیں ہوا ہے۔سوم یہ کہ صاحب بیان قرآن مھدی علیہ السلام نے آیات قرآنی سے تمام اوقات میں ذکر دوام کا حکم فرمایا ہے۔ پھر اللہ کی یاد کرو کھڑے اور بیٹھے اور پہلوؤں پر لیٹے۔یعنی تم خدا کو یاد کرتے رہو ہر حال میں خواہ کھڑے ہوئے ہو یا بیٹھے ہوئے ہو یا لیٹے ہوئے ہو یعنی تین حالتوں میں سے کسی بھی حالت میں (طالب حق سے) غافل نہ رہے کیونکہ خدا کی یاد سے غفلت مومن کی صفت نہیں ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔اور ہم نے بہت سے ایسے جن اور انسان جہنم کے لئے پیدا کئے ہیں جن کے دل ایسے ہیں جن سے سمجھتے نہیں اور جن کی آنکھیں ایسی ہیں جن سے دیکھتے نہیں اور جن کے کان ایسے ہیں جن سے سنتے نہیں یہ لوگ چوپایوں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بڑھکر گمراہ ہیں۔یہ لوگ غفلت میں پڑے ہیں۔

اور رسول اکرم کے حق میں فرمایا اور اپنے رب کو اپنے دل میں یاد کر زاری اور ڈر سے اور بغیر آواز نکلے زبان سے صبح اور شام اور نہ ہونا غفلت کرنے والوں میں سے۔

بزرگوں میں کسی نے ابراہیم ادھم رحمتہ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھا تو سوال کیا کہ اے معلم خیر مجھے نصیحت فرمائیے تو فرمایا نیکی تماتر تری یاد میں تیرا مولا ہے اور شر تمامتر دنیا کی محبت ہے۔اے عزیز اس بارے میں آیات و احادیث اور حکایات و روایات بے شمار ہیں جن کا یہاں درج کرنا باعث طوالت ہے۔ہر زمانے میں اس امر کی بڑی تاکید رہی ہے۔لیکن کسی بھی وقت ہر خاص و عام پر اس، حکم کا اطلاق کا عمومی طور پر نہیں ہوا مگر صرف ولایت کے زمانہ میں جو صرف صاحب زباں و رحمت عالمیاں حضرت مھدی ؑ یہ السلام سے مخصوص تھا۔آپؑ نے اپنی قوم کو مخلوق سے علحدگی اور تنہائی اختیار کرنے کا حکم دیا اور اس کی قدر سختی سے تاکید فرمائی کہ خواہ دو بھائی ہی نہ کیوں، ہو وہ ایک جگہ مل کر نہ بیٹھیں تاکہ خدا کی یاد سے کہیں وہ غافل نہ ہو جائیں۔

اور اپنے ہی ہم جنسوں کی طرف میلان نہ رکھیں۔اس طرح اتنی تلاش اور محنت کے ذریعہ ہزاروں بندگان خدا کو خدا تک۔پہنچایا۔یہاں تک کہ ان طالبان حق نے دنیا میں ظاہراً سر کی آنکھوں خدا کو دیکھا واصل بحق ہوئے اور انبیاء اکرام کے مراتب تک پہنچے۔

چہارم توکل تام۔اس کی بحکم آیت قرآن ہر خاص و عام پر دعوت فرمائی جیسا کہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے اور جو اللہ پر بھروسہ کرے تو وہ اسے کافی ہے۔اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اور زمین پر چلنے والا کوئی (جاندار) ایسا نہیں جس کا رزق اللہ کے ذمہ نہ ہو۔

اور اسی کا قول ہے بے شک اللہ بڑا رزق دینے والا، قوت والا، قدرت والا ہے۔

اور اسی کا قول ہے ہم نے ان میں ان کی زیست کا سامان دنیا کی زندگی میں بانٹا۔

اور ارشاد باری تعالی ہے اور آسمان میں تمہارا رزق ہے اور جو تمہیں وعدہ دیا جاتا ہے۔تو آسمان اور زمین کے رب کی قسم بے شک یہ قرآن حق ہے ویسی ہی زبان میں جو تم بولتے ہو۔اور اللہ تعالیٰ کا قول ہے، اور اللہ بہت اچھا رزق دینے والا ہے۔

اگرچیکہ قانون شریعت میں خرید و فروخت مشارکت، ٹھیکہ داری اور کسب حلال ہے جیسا کہ غزوہ بدو کے واقعہ سے ثابت ہے، جس وقت کفار شکست کھاکر پسپا ہوگئے مومنین مال غنیمت پر جو حلال طیب تھا ٹوٹ پڑے تو فرمایا اور اس لئے کہ اہل لمان کو اس سے بلاء حسنہ میں بتلا فرمایا۔

پھر جب اصحاب رسولؐ مال غنیمت پر جو حلال طیب تھا ٹوٹ پڑے اور اس کی محبت میں بتلا ہوگئے تو ان لوگوں میں سے جو اصحاب رسولؐ نہیں ہیں کون ایسا ہے جو خیر میں ازروئے شریعت حلال ہے مشغول ہونے کے بعد کس طرح ابتلا و آزمائش سے بچ نکلے بلکہ بلاء حسنہ جو موافق مراد ہے ان بلاؤں سے جو مخالف مراد ہیں زیادہ بری بلا ہے۔اس سے معلوم ہوا کہ یہ اللہ تعالیٰ کے خلیفہ خاص حضرت مھدی موعودؑ ہی کا خاصہ ہے جو آپ نے بندگان خدا کو تمام مرادات و مطلوبات سے چھڑا کر خاص مشاہدہ ذات و صفات میں پہنچایا۔

ترجمہ

آنحضرت کا ارشاد ہے کہ وہ شغل جو خدا کے ذکر میں تیرے لئے رکاوٹ بنے وہی تیرا بت ہے یعنی وہی تیرا شیطان ہے بات یہ ہے کہ کامل توکل نبی کریم صلیہ التحتیہ والثنار کی ذات فائض الفیوضات اور آپ کی ازواج مطہراتؓ اور فاطمہؓ اور علیؓ اور اصحابؓ ہی سے مخصوص و مختص تھا۔ اس کے بعد ظہور ولایت کے زمانے میں توکل خاص کی عام دعوت کی گئی یہاں تک کہ ہر وہ شخص نے حکم کے آگے گردن اطاعت جھکادی اور آپ کے آستانے پر سر خم کر دیا وہ ان کنتم مومنین کی خلعت فاخرہ سے مشرف ہوا۔ چنانچہ شرح مصابیح کے باب اتفاق میں لکھا ہے۔ اور ہر زمانہ میں ان صفات سے منصف متوکلین کی ایک جماعت پائی گئی ہے لیکن عوام الناس زمانہ مھدیؑ کے سوا کبھی ان اوصاف سے متصف نہیں رہے یہاں تک کہ شرح مصابیح کی عبارت تھی۔ نیز معلوم ہونا چاہیئے کہ زمانہ نبوت میں توکل کی بر سر عام دعوت ظہور میں نہ آئی مگر صرف ظہور ولایت کے زمانہ میں کیونکہ یہ آپ ہی کی ذات والا کا خاصہ ہے۔ پنجم یہ کہ طریقت و حقیقت کے ظہور پر یعنی صبر و تسلیم کے بارے میں جو پیغمبروں کا مقام ہے سید محمد مھدی موعودؑ جو داعی الی اللہ مراد اللہ امر اللہ عالم علم الکتاب اور جو اپنی خواہش سے نہیں بولتے ارشاد فرمایا کہ طلب حق میں جو شخص راسخ و پختہ اور خدا کی محبت میں سچا اور مخلص ہو تو ایسا شخص خلق کی ملامت سے محفوظ نہیں رہ سکتا اس کو بھی طرح طرح کی آزمائشوں میں ڈال کر جانچا جائے گا۔

جیسا کہ حق سبحانہ و تعالیٰ کا ارشاد ہے بے شک ضرور تمہاری آزمائش ہوگی تمہارے مال اور تمہاری جانوں میں اور بے شک ضرور تم اگلے کتاب والوں اور مشرکوں سے بہت کچھ برا سنوگے اور اگر تم صبر کرو اور بچتے رہو تو یہ بڑی ہمت کا کام ہے۔

اے عزیز معلوم ہونا چاہیئے کہ آپ کی ذات والا صفات کے طفیل میں کیا خاص اور کیا عام ہر فرد صبر و تسلیم کے مرتبہ کو پہنچا اور ایسا کہ خواہ آسانی ہو یا دشواری، ہر حالت میں اس نے خدائے تعالیٰ کہ سوائے کسی پر نظر نہ رکھی بلکہ ہر وقت شکر اور ذکر الہیٰ سے کام رکھا اور اس طرح کہ ان کی کوئی حالت اور کوئی کیفیت کسی پر ظاہر نہ ہوئی۔ مولی تعالیٰ کی محبت اور ذکر میں ان کی مشغولیت کا یہ عالم تھا کہ ان کا کوئی کام بڑا ہو یا چھوٹا کبھی کسی اعلیٰ یا ادنیٰ شخص پر کھل کر سامنے نہیں آیا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں ایک قوم کے ظہور کی خبر دی ہے۔ تو عنقریب اللہ ایسے لوگ لائیگا کہ وہ اللہ کے پیارے ہوں گے اور اللہ ان کا پیارا ہوگا۔ ظہور ولایت کے زمانہ میں خدا ان کو دوست رکھیگا اور وہ خدا کو دوست رکھیں گے جتنی کہ ان کو عطا اور محبت کی توفیق ہوگی پس جس کسی کو وہ اپنا دوست بنائے گا اور منت دوستی سے سرفراز فرمائیگا اس کو لازماً اپنے پیاروں کے زمرے میں داخل کریگا جیسا کہ کتاب مفتاح النجات اور سراج السائرین میں مذکور ہے۔ اس بارے میں ایک حدیث آئی ہے جس میں ایک قوم کے اوصاف بیان کئے گئے ہیں اور یہ اوصاف قوم مھدی میں پائے گئے ہیں نبی کریمؐ نے فرمایا ہے کہ آخر زمانہ میں ایک قوم ظاہر ہوگی میں ان میں سے ہوں اور وہ مجھ سے ہوں گے ان میں سے تمام لوگ اولیاء اللہ ہوں گے کسی نے پوچھا یا رسول اللہ ان لوگوں کی

شناخت کیا ہوگی تو ارشاد فرمایا کہ وہ لوگ ایک ایسی قوم ہیں جن کے پاس نہ علم کی کثرت ہوگی نہ کتابوں کے ذخیرے ہوں گے۔ باوجود بڑھاپے اور کبر سنی کے قرآن سیکھیں گے اور قرآن کی بڑی حلاوت و لذت کے ساتھ تلاوت کریں گے۔ ایمان اور سنت سے ان کے دل منور ہوں گے۔

ان کا حشر زمرہ انبیاء میں ہوگا اور ان کے طفیل میں شہروں کو رزق پہنچے گا اور بلائیں دفع ہونگی۔ اے عزیز مہدی کی قوم مذکورہ صفت سے متصف ہوگی لازماً ہر ایک کا خاصہ حد و شمار سے باہر ہے اس قوم کی خصوصیت کی انتہا یہ ہے کہ مہدیؑ کا زمانہ تمام زمانوں سے فاضل و افضل ہے اور آپ کی قوم تمام قوموں میں فائق اور افضل ترین ہے کہ اس کو حق تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں ہر جگہ اولوا الالباب و الوالابصار کے خطاب سے یاد فرمایا ہے کیونکہ ان میں سے ہر ایک کو اولوالعزم پیغمبروں اور نبیوں کے مقام تک رسائی ہوئی ہے اور ان میں کے عام لوگ اللہ کے ولی ہیں ان پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم۔

پس جبکہ اس خاصہ اور دین کے خلاصہ کا ظہور ہو گیا تو ہم پر لازم اور واجب ہو گیا کہ ان صدق شعاروں اور ایسے سرفروش عاشقوں کے فیوض و برکات سے محروم و درماندہ نہ رہیں اللہ مجھے بس ہے اور کیا ہی اچھا مولیٰ اور کیا ہی اچھا کارساز ہے۔

ششم یہ کہ حضرت مہدیؑ علیہ السلام نے اپنی قوم کو باری باری سے شب بیداری کا حکم دیا تاکہ رات غفلت میں نہ گذر جائے اور محمد کے خاصہ اور خلاصہ کی بزرگی وخلوت سے جو امر اعلیٰ سے عبارت ہے محروم نہ رہ جائیں اس لئے اپنے صحابہؓ کی تین جماعتیں کر کے (رات کو) چہار پہروں (۱) پر تقسیم فرمایا اور نوبت کا حکم دیا پہلا پہر رات کا وہ ہے جس میں لوگ عموماً جاگتے رہتے ہیں اب باقی کے تین حصوں میں نوبت جاگتے رہنے کا حکم دیا اس طرح کہ نماز عشاء کے بعد نوبت کی نیت سے ایک جماعت آئی اور اس جماعت خانہ میں قبلہ رو ہو کر پوری توجہ کے ساتھ پاس انفاس (۲) ذکر میں آدھی رات گزرنے تک مشغول رہی۔ اس کے بعد دوسری جماعت کو نیند سے جگایا اور اب یہ لوگ بھی اٹھ کر اسی طرح رات کے تیسرے پہر تک ذکر میں لگے رہے اس کے بعد آخری جماعت کو بیدار کیا اور یہ بھی اٹھ کر اسی طرح فجر تک ذکر میں مشغول رہی پھر سبھوں نے مل کر نماز فجر ادا کی۔ اور طلوع آفتاب تک یاد حق میں لگی رہی۔ گذشتہ رات وہ جماعت جو تیسری تھی نوبت میں اول شب بیٹھے گی اور مثل مذکور عمل کریگی وہ لوگ جو پہلی شب پہلے پہر نوبت جاگ چکے تھے اب وہ نماز عشاء کے بعد دوسری رات تیرے پہر نوبت بیٹھیں گے وہ دوسری جماعت جو گذشتہ رات تیسرے پہر نوبت جاگی تھی وہ دوسری آنے والی رات چوتھے پہر نوبت میں شامل ہو جائیگی یہاں تک کہ رات تمام ہو جائے پھر وہ تیسری جماعت جو دوسری جماعت کو آخر شب شامل نوبت ہوئی تھی اب وہ تیسری شب پہلے پہر آدھی رات تک اپنی نوبت کی تکمیل کرے گی۔ اس طریقہ پر ہمیشہ کی پابندی کرنا چاہئے ایسے ہی نوبت جاگنے والوں کو کچھ ہی دنوں میں اتنا فائدہ اس شب بیداری سے حاصل ہوا ہے جو بعض لوگوں کو سالہا سال کی ریاضت کے بعد بھی نصیب نہ ہوا ہوگا کیونکہ

ترجمہ

ان لوگوں کو نوبت کے لئے کچھ اس نوع کی تاکید کی تھی کہ ان کی کوئی سانس خدا کی یاد کے بغیر غفلت میں نہ گذرنے پائیں۔ چونکہ اس حالت میں (جیسا کہ عموماً ہوتا ہے) اگر ان پر نیند کا غلبہ ہوتا تو ایک دوسرے کو اس کے نام سے پکار کر بیدار کیا کرتے حضرت میراں علیہ السلام کو یہ طریق کار پسند نہ آیا اور بعد کو اس ترتیب کے موافق حکم دیا اور فرمایا کہ مہدی یوں نہیں لایا ہے کہ ہر ایک کو اس کے نام سے پکارا جائے اس میں قباحت یہ ہے کہ لوگ خدا کی یاد سے غافل ہو جائیں گے تب اس وقت تعلیم فرمائی کہ اگر تم میں سے ایک شخص کہے لا الہ الا اللہ تو دوسرے حاضرین جواب میں کہیں محمد رسول اللہ دوسری بار وہ شخص کہے اللہ الھنا تو تمام حاضرین جواب میں کہیں محمد نبینا اور تیسری بار جب وہ کہے القرآن والمھدی امامنا تو پھر تمام ساتھی ہیں آمنا و صدقنا اتفاقاً اگر کسی کو نیند طاری ہو گئی ہو تو وہ اس تسبیح کی آواز پر بیدار ہو کر تسبیح میں جواب دے اور پاس انفاس (ذکر) میں مشغول ہو جائے ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اس نوع کا عمل نماز کی اذاں کے لئے جاری ہوا تھا جیسا کہ مشہور ہے۔
اے عزیز مذکورہ امر شریف یوں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب مکرم کو حکم دیا کہ اے جھرمٹ مارنے والے رات میں قیام فرما سوا کچھ رات کے آدھی رات یا اس سے کچھ کم یا اس پر کچھ زیادہ۔ آخر آیات تک۔ اللہ تعالیٰ نے اس امر کو قولاً ثقیلاً سے یاد فرمایا ہے۔ ثقیلاً ایک ایسا امر ہے جس میں سوائے نبی مکرمؐ کے نہ کسی کو گزر ہے نہ مقام و مرتبہ حاصل ہے اور نہ کوئی اس کا مثل ہے اس لئے کہ یہ امر خاص راست آنحضرت سے متعلق ہے جو ہمارے پیغمبرؐ کی ولایت کی تبعیت نامہ کا انتہائی مرتبہ ہے جبکہ ظہور ولایت میں مظہر معبود حضرت مہدی موعودؑ نے اس امر کی خاص و عام سب کو دعوت دی اور اس حجت پر قرآن نے شہادت دی چنانچہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا جو میں تم کو کتاب اور حکمت دوں پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول جو تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے۔
اے عزیز اگر انصاف سے تو نگاہ کرے تو دیکھیگا آپ کے ہر عمل کی گواہی پر قرآن ناطق ہے اور قرآن کی گواہی سچی اور قطعی ہے وہ ذات اس چیز کو جو صرف پیغمبروں کے ساتھ مخصوص ہے اس طرح بلا کم و کاست ٹھیک رکھنے والی ہو بلاشبہ واجب التصدیق ہے پھر کیوں اس کا انکار عذاب کے وعدہ کا سزاوار ہو گا ہفتم یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب مکرم پر یہ سورۃ نازل فرمائی
بے شک ہم نے اسے شب میں اتارا۔ اے انصاف گستر دیکھ کر اللہ تعالیٰ نے شب قدر کو کس عظمت و بزرگی سے یاد کیا فرمایا کہ وہ ہزار مہینوں کی عبادت سے بہتر و افضل ہے یہ مذکورہ خلعت فاخرہ اپنے حبیب پاک کو عطا فرمائی اور اس کو نبوت کے خزانے میں حفاظت سے اٹھا رکھا جب ولایت کا ظہور کا وقت آیا تو اس خلعت و شرف کو محمد مہدی آخر الزمان وارث نبی الرحمن کے لئے معین و مخص کر دیا کیونکہ یہ مجد و شرف خاص آپ ہی کے لئے ہے اور یہ آپ ہی کی ذات اقدسؑ کا صدقہ ہے کہ جو مذکورہ اعزاز و اکرام سے بلاتفریق سب خاص و عام مشرف و بہرہ مند ہوئے۔

ترجمہ

ہشتم یہ کہ مھدی علیہ السلام نے جو صاحب ولایت اور حامل امانت ہیں، تمام خاص و عام کو حکم دیا کہ جو چیز تمہیں اللہ تعالیٰ دے اس میں سے دسواں حصہ نکال کر خدا کی راہ میں خرچ کرو خواہ وہ چیز تمہیں محنت و کمائی کے ذریعہ حاصل ہو یا راہ خدا میں کسی نے دی ہو عشر پہلے ان لوگوں کو دیا جائے جو متوکل ہیں اس کے بعد اپنے خرچ میں لانا چاہیئے ۔چند مفسروں نے اس ضمن میں قرآن کی بعض آیتوں کا بیان فرمایا ہے چنانچہ مشہور تفسیر مدارک التنزیل میں اللہ تعالیٰ کے ارشاد اور اس کا حق دو جس دن (کھیتی) کٹے کہ تحت بیان کیا گیا ہے کہ اس سے مراد عشر ہے اسی طرح تفسیر زاہدی میں اس آیت شریفہ کے تحت کہ اے ایمان والو اپنی پاک کمائیوں میں سے کچھ دو اور اس میں سے جو ہم نے تمہارے لئے زمین سے نکالا۔ اور تفسیر حسینی میں بھی آیت کی تفسیر میں کہ اور کچھ تم سے تمہارے مال نہ مانگے گا۔

نیز تفسیر مواہب اور تفسیر توضیح میں بھی اس آیت کریمہ کے ذیل میں کہ بے شک ہم نے انہیں جانچا جیسا اس باغ والوں کو جانچا تھا۔ سے مراد عشر ہے۔

اسکے علاوہ مذکورہ آیات کریمہ کی روشنی میں اکثر مفسرین کے قائل ہیں البتہ یہ بات ہے کہ پچھلے زمانہ میں عشر پر بحد تواتر عمل جاری نہیں ہوا بعد کو یہ حقیقت سامنے آئی کہ یہ محض احکم الحاکمین کی حکمت بالغہ تھی کہ وہ احکام جن کا نفاذ ولایت کے ظہور پر موقوف و متعلق تھا ان پر زمانہ پیوستہ میں عمل نہیں ہوا کیونکہ اس کا تعلق خاص صاحب ولایت سے تھا تاکہ وہ ان احکام کو ظاہر و نافذ کریں اور روبہ عمل لائیں نیز اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے تم ہرگز بھلائی کو نہ پہنچو گے جب تک راہ خدا میں اپنی پیاری چیز نہ خرچ کرو۔ یعنی ہرگز نیکی و فلاح کو نہ پہنچو گے جب تک کہ وہ چیز جس کو تم زیادہ عزیز رکھتے ہو انفاق (خرچ) کرو اے ہوشمند و انصاف کی نظر سے دیکھو کہ کونسی چیز ایسی ہے جس کو آدمی عزیز نہیں رکھتا اس لئے کہ انسان کا طبعی میلان کچھ اس نوع کا ہے کہ جیسا کہ اللہ پاک کا قول ہے بے شک انسان کم ہمت پیدا ہوا ہے۔ دوسری جگہ فرمایا ہے اور وہ مال کی محبت میں نہایت شدید ہے۔ اسی طرح ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ مال و دولت پر فخر کرنا تم کو (اخرت سے) غافل کئے رکھتا ہے۔ یہاں تک کہ تم قبروں میں پہنچ جاتے ہو۔ اس لحاظ سے معلوم ہوا کہ اہل دنیا متاع دنیا کی چکاچوند سے باہر نہیں نکل آتے ہیں مگر وہ لوگ جو نفس کے خلاف جہاد اور باطن کی صفائی میں بہت زیادہ کوشش میں لگے رہتے ہیں اگر ایسا نہیں ہے تو پھر آیت شریفہ ولتبلون فی اموالکم وانفسکم کا معنی و مطلب کیا ہے اسی سے ثابت ہے کہ محض نفس کی پاکی ان ہی کے لئے جو نفس سے جہاد کرتے رہتے ہیں تم ہرگز نیکی نہیں حاصل کر سکتے یہاں تک کہ تم خرچ نہ کرو (اس چیز کو) جس کو تم عزیز رکھتے ہو۔ اس آیت کریمہ سے بھی ظاہر ہے کہ اگر کوئی نیکی کو نہ پہنچے یعنی صفائی باطن حاصل نہ کرے تو لازماً وہ عذاب میں ڈالا جائیگا اس تذکرہ کے بعد جبکہ انفاق قابل قبول قرار پایا تو اب سوال یہ ہے کہ تو اس کی کیا مقدار معین و مشخص کریگا تاکہ انفاق اور اس امر اعلیٰ کی تعمیل کے سبب تو ہمیشہ

اطاعت گزاری کے دائرہ میں رہے کیونکہ ان (اہل دنیا) کو دنیا کی ہر چیز کی محبت نے گھیر رکھا ہے اس لئے ہر چیز میں سے فی سبیل اللہ خرچ کرنا لازمی ہو گیا۔ یہ بھی معلوم ہے کہ حق تعالیٰ نے ناممکن پر عمل کرنیکا کسی پر بوجھ نہیں ڈالا ہے۔
مگر یہاں تو ضروری ہے کہ تعداد پر نظر رکھے اور عدد جملہ دس (۱۰) ہیں اگر اس میں سے ایک کو الگ کر دیں تو وہ گنتی میں دس سے خارج نہیں ہوتا ہے اس طرح ہر چیز کے دس حصہ کر کے اس میں سے ایک حصہ راہ خدا میں دیا جائے تاکہ مذکورہ گنتی میں داخل ہو رہے آیت کا حکم اور اس کا مدعا جو مذکور ہوا وہ یہاں تمام ہوا اس انفاق یعنی راہ خدا میں خرچ کرنے کا نام عشر ہے اس امر اعلیٰ کا اظہار حضرت صاحب الزمان مہدی علیہ السلام کے واسطہ سے ہوا ہے ورنہ تو دیکھ کہ کیسی کیسی وعیدیں آیت مذکورہ کے حکم کے تحت آتی ہیں۔ پھر دوسرے عمل کے لئے کیا صورت ہے اس کو اچھی طرح ذہن نشین کر لے۔ نہم یہ کہ امام کاشف الکلام صاحب آخر الزمان نے اپنی زبان حقائق بیان سے سویت کا حکم دیا ہے اور اس پر عمل کر کے دکھایا ہے اپنے اصحاب و رفقاء کو اس پر عمل کرنے کی اس حد تک تاکید فرمائی کہ اس پر عمل کبھی موقوف ہونے نہیں پایا۔ روایت ہے کہ حضرت میراں علیہ السلام کے دائرہ اقدس میں اللہ تعالیٰ نے انگور بھجوائے ان کی ابھی سویت ہونے نہ پائی تھی کہ حضرت کے صاحبزادوں میں سے ایک صاحبزادے میاں سید حمیدؒ نے انگور کا ایک دانہ اٹھا کر تناول کیا یعنے اسے منہ میں رکھا ہی تھا کہ حضرت امام علیہ السلام نے معاً اس فرزند کے منہ سے اس کو اگلوا لیا اصحاب نے عرض کیا کہ حضورؑ کیا مضائقہ ہے وہ دانہ انگور ان کی سویت میں آجائیگا آپ نے فرمایا کہ تم کو یہ کیونکر معلوم ہوا کہ وہی دانہ ان کے حصہ میں آئیگا یا نہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ کچھ کمی بیشی نہ ہونے پائے یہی روش حضرتؑ کی ہمیشہ رہی تھی چنانچہ آپ کا یہی عمل آپ کے تابعین اور تبع تابعین میں جاری رہا ہے جیسا کہ جابر بن عبداللہؓ سے مروی روایت میں آیا ہے کہ ایک شخص علی بن جعفر محمد بن علیؑ کے پاس آیا اور ان سے کہنے لگا یہ میری طرف سے زکوۃ کے پانسو درہم ہیں آپ لے لیجئے۔ ابو جعفر نے کہا تو ان کو لیکر اپنے اہل السلام پڑوسیوں اور مسلمان مسکین بھائیوں میں خرچ کر دے پھر جب امام مہدیؑ مبعوث ہوں گے تو وہ عدل اور سویت سے مال لوگوں میں تقسیم کریں گے پس جس نے ان کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے آپ سے سرکشی اور انحراف کیا اس نے اللہ سے بغاوت کی امام ابو عبداللہ نعیم بن حماد نے کتاب الفتن میں اس روایت کی تخریج کی ہے اے انصاف پسند نگاہ انصاف سے دیکھ کہ جب مذکورہ خصوصیت کے ساتھ ایسی ذات والاصفات کا ظہور ہو گیا تو کیوں نہ اس کی تصدیق فرض اور انکار کفر ہوگا یہ اللہ کا فضل ہے لمان اور تصدیق کے لئے

دہم یہ کہ جیسا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے بے شک پھر اس کا بیان ہمارے ذمہ ہے۔
یعنی مہدیؑ کی زبان مبارک جو آپ کا خاصہ ہے۔ چنانچہ اس کا ذکر اوپر آچکا ہے اس کے علاوہ حضرت امام علیہ السلام کی

خصوصیتیں متکلمین کے استدلال کے برخلاف بے شمار ہیں جیسے صحبت اور کسی (دینی) کام کے سلسلہ میں اجماع، اور اس کے ترک کرنے پر شرط احکام کے مطابق منافقی کا حکم اس کے علاوہ دونوں وقتوں عصر اور مغرب کے درمیان قرآن کا بیان دائرہ کی ترتیب جس میں ایمان کا حکم ہے نماز کے بعد دعا کی ممانعت اور میت کے طعام پر فاتحہ کی، ممانعت اور اسی ترتیب سے دفن اور کفن وغیرہ کے سوا دوسرے کئی ایسے امور ہیں البتہ ہم کو اس بحث میں مذکورہ امور کی نشاندہی ہی کافی ہے اے عزیز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اکثر صحابہ تحقیق اور تجسس میں پڑے بغیر اور کوئی دلیل مانگے بغیر تقلیداً ایمان لائے ہیں پس ثابت ہوا کہ ایمان اور ہدایت محض اللہ تعالیٰ کی عنایت پر موقوف ہے اور منحصر ہے نہ کہ معجزہ وغیرہ پر اگر اول و آخر کے تمام انس و جن اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے لئے جمع ہو جائیں تو یہ سب مل کر اس کے ملک میں رتی بھر بھی اضافہ نہ کر سکیں گے اور اسی طرح اگر معصیت کاری پر اتر آئیں تو اس کا کچھ نقصان نہ کر سکیں گے۔ جس نے نیک کام کئے وہ اسی کی ذات کے لئے ہے اور جس نے برا کیا تو اس کا بوجھ اسی پر ہے۔ یہاں یہ وضاحت کی جاتی ہے کہ اس فقیر ذرہ حقیر مہدویوں کی خاک پا مسمی عبدالرشید سجاوندی کو امید ہے کہ حضرت امام المتقین و محبوب العاشقین مھدی علیہ السلام کے فرزندوں اور جلیل القدر اصحاب عزیمت کی اولاد اور صادق الاعتقاد اور راسخ الاعمال مصدقوں کے مطالعہ میں اگر یہ رسالہ رونق المتقین آئے اور اس سے طبیعت کو فرحت و انبساط حاصل ہو تو اس مذنب الغفور کے لئے دعائے مغفرت فرمائیں، خاتمہ بخیر ہونے پر نظر کریں اور زبان طنز و تحقیر استعمال نہ کریں واللہ اعلم بالصواب۔